پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رضی اللہ عنہ
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور ضلع لاہور
March, 1961
مدیر مسئول
غلام رسول
مقام اشاعت کوٹ عثمان خاں قصور پاکستان

انوار الصوفیہ رسالہ پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے انجمن خدام الصوفیہ کے زیر اہتمام ۱۹۰۴ کو شروع کروایا تھا رسالہ انوار الصوفیہ کی ۴۲ جلدیں مہیا کرنے پر جناب محمد محمود صاحب کا مشکور ہو اور ان رسائل کا سکین کا تمام کام شیخ معزالدین فاؤنڈیشن کے بانی جناب پروفیسر محمد عاطف صاحب نے کروایا ہے،(بختیار حسین جماعتی) رسائل کی لسٹ درج ذیل ہے
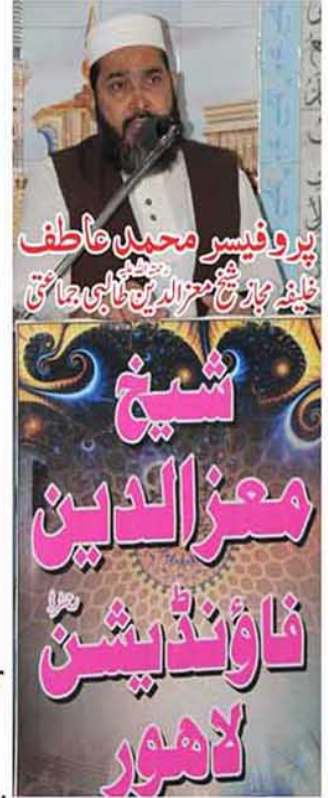
1	1950 February	15	1965 March	29	1973 October
2	1950 March	16	1966 September	30	1973 November
3	1959 May June	17	1966 October	31	1974 February
4	1959 Sept October	18	1966 November	32	1974 April
5	1961 March	19	1967 October	33	1974 May June
6	1961 September	20	1968 October Nov	34	1974 July
7	1961 October Nov	21	1971 Agust	35	1974 May June
8	1962 April	22	1971 December 1972 Jan	36	1975 Agust
9	1962 January	23	1971 May	37	1975 July
10	1962 November	24	1971 July	38	1975 May
11	1962 December	25	1971 Semptember	39	1975 September
12	1963 March	26	1972 April	40	1976 Nov Dec
13	1964 May JUne	27	1973 January	41	1976 Sep Oct
14	1964 JUNE	28	1973 September	42	1977 March April

۷۸۶
۹۲

انجمن خدام الصوفیہ
کا

دینی و مذہبی شریعت و طریقت کا علمبردار، صوفیائے کرام کی جان
علمائے امت کا مرغوب قلب رسالہ

۱۳۸۰ھ

انوار الصوفیہ

ماہنامہ قصور

جلد ۱، شمارہ ۷

بسرپرستی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت

مدیر مسئول: غلام رسول گوہر، مدیر معاون: مولانا عبد العزیز مرتعشانی، نگران اعلیٰ: سید اختر حسین علی پوری

مارچ سنہ ۱۹۶۱ء
رمضان المبارک سنہ ۱۳۸۰ھ

زر سالانہ

پاکستان سے، پانچ روپیہ
بھارت سے، پانچ روپیہ
معاونین سے، بیس روپے
سرپرست حضرات سے، تیس ۳۰ روپے

یہ سرخ نشان

اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اب تک آپ کا چندہ وصول نہیں ہوا۔ ادارہ نے آپ کو یہ اطلاع غیر معمولی تاخیر کے بعد دی ہے۔ امید ہے کہ آنجناب اس جانب توجہ مبذول فرما کر آج ہی بذریعہ منی آرڈر سالانہ چندہ مبلغ ۵ روپیہ ارسال فرما کر شکر گزار فرمائیں گے۔ (ایڈیٹر)

مقام اشاعت: قصور، کوٹ عثمان خاں، پاکستان

ترتیب

(غلام رسول گوہر ایڈیٹر پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "انوار الصوفیہ" قصور سے شائع کیا)

عبدالکریم ثمر

حضرتِ خیر البشر وُہ سرورِ کون و مکاں ، وہ رئیسِ عرشیاں وہ خاتمِ پیغمبراں
وہ کلاہِ بے کلاہاں مایۂ بے مائیگاں ، وہ نگاہِ بے نگاہاں دستگیرِ بیکساں
اس کا ہر نقشِ قدم ہے مشعلِ راہِ حیات ، وہ امیرِ کارواں فانوسِ ایوانِ جہاں
آسمانوں کی جبیں اس کے قدم پر سرنگوں ، ایستادہ ہے جلو میں لشکرِ کرّ و بیاں
اس نے سُلجھائی غمِ گیتی کی زلفِ خم بہ خم ، اس نے ذرّوں کو بنایا آفتاب و کہکشاں
اس نے بندے کو الوہیت شناسا کر دیا ، مرکزی نقطہ وُہ جس کے گرد گھومی داستاں
وہ خطیبِ منبرِ پیغامِ جبریلِ امیں ، خطبہ فرما وُہ بہ اندازِ خلیلِ دو جہاں
اس کے ذوقِ آگہی پر قدسیوں کو ناز تھا ، محرمِ رازِ معیشت ہادیٔ کون و مکاں
اس نے ڈالی سینۂ عالم میں طرحِ فکرِ نو ، اس کے پاؤں پر جھکے تاج و سریرِ خسرواں
وہ شہنشاہِ دو عالم وہ رسولِ کائنات ، صدرِ بزمِ آدمیت شہریارِ مُرسلاں
پیکرِ خُلق و مروت خالقِ مہر و خلوص ، کارسازِ عاصیاں مشکل کشائے دو جہاں
حق شناس و حق نگر حق بیں حقیقت آشنا ، خوش مزاج و خوش لقا خوش اعتماد و خوش گماں
اس کی رحمت سے ہوئی آرائشِ رنگِ حیات ، اس کی موجِ لطف سے سیرابِ دشت و گلستاں

آج کا انساں بھی ہو سکتا ہے اُن سے فیضیاب
آج بھی ہے نغمہ پیرا بربطِ اُم الکتاب

حال و قال

(محمد جریر)
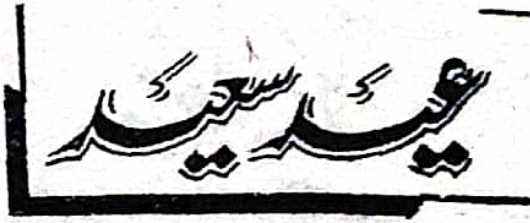
دنیا میں پہلی عید!

سال بھر میں ایک یا دو دن عید منانے کا رواج دنیا میں قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے، اسی دن اپنی شان و شوکت، محبت و یگانگت کا اجتماعی حیثیت سے اظہار کیا جاتا ہے۔ کاروبار بند رکھ کر زرق و برق لباس پہن کر تفریحی کھیلوں اور رنگ رلیوں میں سارا سارا دن گزارا جاتا ہے۔ عمدہ عمدہ غذاؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یار دوستوں کی ضیافت کی جاتی ہے۔

اس خوشی اور مسرت کا دن مقرر کرنے میں ہر قوم کی تہذیب و تمدن اور روحانی استعداد و حیثیت کے مطابق بہت سے وجوہ ہیں۔ بعض قومیں ظہورِ نعمت کی وجہ سے عید مناتی ہیں اور بعض دفع مصیبت کی وجہ سے، بعض اپنے قومی غرور و وقار کو قائم رکھنے کی وجہ سے اور بعض محض تفریحی دلچسپیوں کے لئے، بہرحال ہر قوم اپنے یہاں کسی نہ کسی وجہ سے ایک ایسا دن ضرور رکھتی ہے۔ جس میں خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ دنیا میں سب سے پہلی عید قابیل کی اولاد میں سے ایک شخص بار نے منائی تھی۔ جس نے قوم میں خاص اثر و اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ اس عید کی حقیقت یہ تھی کہ جب دنیا میں آدمؑ کے سب سے پہلے فرزند قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کے بے گناہ خون سے زمین کو لالہ زار بنایا تو قابیل اپنے اس وحشیانہ اور سفاکانہ فعل سے نادم و منفعل ہو کر اپنی اولاد کو لے کر حضرت آدمؑ کی دوسری اولاد سے جدا ہو گیا تھا۔

یہ لوگ حضرت آدمؑ و شیث علیہما السلام کی وفات کے بعد آگ کی تعلیم و پرستش کرنے لگے۔ بار نے اس بے سری، منحوب اور خونی قوم کی قیادت حاصل کر لی۔ اس بدبخت اور گمراہ شخص نے اپنی قوم کو طرح طرح کی لغویات اور خرافات میں منہمک کر دیا۔ یہ شخص حضرت آدم علیہ السلام کا پانچواں وصی اور خلیفہ اور حضرت ادریس علیہ السلام کا والد تھا۔ اولادِ آدمؑ کے ان دونوں گروہوں کو ایک دوسرے سے جدا رہنے کی بزرگوں کی طرف سے ہدایت تھی۔ اس نصیحت پر کچھ دنوں تو یہ لوگ کاربند رہے لیکن کچھ عرصہ بعد دونوں خاندانوں نے اپنے بزرگوں کی نصیحت کے خلاف صلح کی کوششیں شروع کر دیں۔ دوسرے گروہ کے نافرمان لوگ اس خونی گروہ سے جا ملے۔ اور اسی ناجائز اجتماع کو خوشی کا دن مقرر کر لیا۔ اس دن خوب دل کھول کر خدا کے احکام کی نافرمانی کی گئی، زناکاری ہوئی، شراب کے دور چلے، فواحشات و لغویات اور ناشائستہ حرکات سے اخلاق و روحانیت کا خوب ستیاناس کیا گیا۔ یہ تھی سب سے پہلی عید جو بنی نوع انسان میں منائی گئی۔

قومِ ابراہیمؑ کی عید!

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد میں بھی مختلف ممالک میں متعدد عیدیں منائی جاتی تھیں، حضرت ابراہیمؑ کی بت پرست قوم خوب زور و شور

سے عید منایا کرتی تھی، سارا دن بے حیائیوں اور باطل پرستیوں میں گزارتی اور سارا زور بت پرستی پر صرف ہوتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ کی قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی اس عید میں شمولیت کی دعوت دی تھی۔ مگر آپ نے کسی بہانہ سے صاف انکار کر دیا، اسی موقع پر آپ نے بت شکنی کا وہ عظیم الشان جہاد کیا تھا کہ جس کا ذکر قرآن مجید میں سورۂ انبیاء میں موجود ہے، جب آپکی قوم عید منانے کے لئے شہر سے باہر چلی گئی تو آپ سب سے بڑے بت خانے میں گئے۔ کسی بت کے ہاتھ کاٹ ڈالے، کسی کی ٹانگیں اڑا دیں، کسی کی ناک صاف کر دی، کسی کے کان قطع کر دیئے، کسی کا سر قلم کر دیا، بتوں کا یہ قتل عام کر کے بڑے بت کے کندھے پر وہ باطل شکن تیشہ رکھ دیا، جس نے یہ مجاہدانہ کام سرانجام دیا تھا۔

مصریوں میں بھی سال میں کئی مرتبہ عید منائی جاتی تھی۔ لیکن عید نوروز کا خاص اہتمام کیا جاتا تھا۔ عید نوروز میں ایک بڑا بھاری میلہ لگتا تھا۔ دور دور سے لوگ آ کر جمع ہوتے تھے، عورتیں خوب بناؤ سنگھار کر کے اس میلہ میں آتی تھیں، باریک اور نیم برہنہ لباس پہن کر حسن کی نمائش ہوتی، مردوں کو اپنی طرف مائل کر کے عصمت فروشیاں کرتیں، مصریوں کی یہی عید ہوتی تھی۔

یہودی یوم عاشورہ کو جشن مسرت اور عید مناتے تھے، یوم عاشورہ کو عید منانے کی بنیاد حضرت نوح علیہ السلام کے زمانہ نجات سے پڑ چکی تھی، چونکہ حق تبارک وتعالےٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دشمن کے مقابلہ میں فتح عطا فرمائی تھی اس لئے اس دن کو خاص اہمیت اور عظمت حاصل تھی اس دن وہ روزہ رکھا کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے۔ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ طیبہ میں تشریف آوری تک یہ عید منائی جاتی رہی۔

غیر مذاہب کی عید!

ہندوؤں کے ہاں ہولی کو بطور عید منایا جاتا ہے۔ اس کی ابتدا کے متعلق ہندوؤں کے مختلف فرقوں میں متعدد روایات بیان کی جاتی ہیں، ان میں سے ایک مشہور روایت یہ ہے کہ ایک راکشش بادشاہ کا لڑکا پرہلاد بچپن ہی سے کرشن جی کا معتقد اور پجاری تھا۔ یہ حرکت باپ کو بری معلوم ہوتی۔ باوجودیکہ ظالم باپ نے اپنے لخت جگر کو پہاڑ پر سے لڑھکا دیا، ہاتھی کے پاؤں تلے روندوایا، اور بھی طرح طرح کے جتن کئے، مگر پرہلاد کرشن بھگتی سے باز نہ آیا، وہ ہر مرتبہ کرشن جی کا نام جپ کر بچ جاتا تھا۔ ایک دن پرہلاد کی پھوپھی نے اس کو مارنے کا بیڑا اٹھایا اور اسے اپنے بازوؤں میں اٹھا کر آگ کے الاؤ میں ڈال دیا، لوگ یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ پرہلاد تو بھلا چنگا رہا مگر اس کی پھوپھی خود آگ میں جل کر خاک ہو گئی۔ ہولی اسی واقعہ کی یادگار ہے۔ اس تہوار کو ہندوؤں میں کیوں کر منایا جاتا ہے، اس کی پوری کیفیت سے ہر ہندو پاک کا ہر مسلمان واقف ہے، اور اس کی شرمناک قیامت خیزیاں سال بھر تک شرعی افسانے کی طرح زمین سے لے کر شفق آسمان تک گلال پاش رہتی ہیں۔

عیسائیوں کے ہاں بڑے دن پر عید کی رسم منائی جاتی ہے۔ یہ دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی خوشی کے اعزاز میں منایا جاتا ہے۔ اور سارا زور لہو ولعب اور شراب نوشی پر صرف کیا جاتا ہے، ایام کرسمس میں جو حرکتیں اور جو جو افعال عیسائی کرتے ہیں اور جس خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں وہ کسی ہندوستانی یا پاکستانی مسلمان سے پوشیدہ نہیں۔

مسلمانوں کی عید! ——

اسلامی عید مذکورہ بالا مبہم ابتدائی، خیالی تہیدوں، فضول اور لغو حرکتوں اور بے حیائیوں سے پاک اور اخلاقی و روحانی، پاکیزگی اور عظمت و برتری کا ایک بہترین مظہر ہے۔

عید الفطر کے روز اس بات کی خوشی منائی جاتی ہے کہ رمضان المبارک کو اللہ تعالےٰ نے بخیر و خوبی گزار دیا اور مومنین نے سارا ماہ روزوں میں گزارا، غرض عید کی خوشی ایک نہایت بلند پایہ تخیل پر مبنی ہے۔ اسلام کی دیگر خوبیوں، تفوق، برتریوں کے علاوہ یہ دن بھی دین حقہ کی عظمت و برتری کے اظہار کا دن ہے، جسے مسلمان دیگر اقوام کی طرح لہو و لعب و خرافات میں نہیں گزارتے بلکہ احکام خداوندی کی بجا آوری کے شکریہ میں سارے شہر اور قرب و جوار کے مسلمان ایک مرکز پر جمع ہو کر ایک امام کے پیچھے اپنا سرِ نیاز خدائے بزرگ و برتر کے حضور میں جھکا دیتے ہیں، سب کا ایک ہی رُخ ہوتا ہے۔ ایک ہی جذبہ دلوں میں موجزن ہوتا ہے۔ اور سب للہیت اور عبدیت کے نشہ میں سرشار ہوتے ہیں۔

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ میں ہجرت فرما کر تشریف لائے تو وہاں کے لوگ چھوٹے چھوٹے تہواروں کے علاوہ نوروز وغیرہ کے تہوار بھی مناتے تھے اور سارا وقت فضولیات اور لغویات میں کھوتے تھے، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تہواروں کی جگہ عید الفطر اور عید الضحیٰ کا دن مقرر فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ عید کے دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دربارِ رسالت میں تشریف لائے، آپ کے ہمراہ دو لونڈیاں تھیں جو دف بجا بجا کر گا رہی تھیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے لڑکیوں کو اس حرکت پر ڈانٹا۔ حضور کپڑا اوڑھے ہوئے لیٹے تھے، منہ کھول کر فرمایا "ابوبکر! انھیں چھوڑ دو (گانے دو) یہ عید کا دن ہے۔ ہر قوم کی عید ہوا کرتی ہے۔ آج عید کا دن ہے۔

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں بڑے بڑے قومی امور عید گاہ میں طے پاتے تھے، مثلاً جہاد کے لئے کسی گروہ کے بھیجنے کا فیصلہ اسی موقعہ پر ہوا کرتا تھا؛ اور دیگر اہم کاموں کی ہدایت دی جاتی تھی، عرب کے خاص خاص کھیل جن میں ہمت، شجاعت اور فوجی و جنگی اسپرٹ پیدا ہوتی تھی، اسی موقعہ پر ہوتے تھے۔ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم بذات خود مجاہدانہ کھیل ملاحظہ فرما کر مجاہدین کی ہمت بڑھاتے تھے، غرض قومی کاموں کی سرانجام دہی اور اصلاح و تربیت کیلئے حضورؐ نے اجتماع ملی کو مخصوص فرمایا۔

عید کی خوشی! ——

عہدِ نبویؐ میں جس شان سے عید منائی جاتی تھی اس کا نقشہ آپ نے سطور بالا میں ملاحظہ فرمایا، ہمیں عید کے دن شان و شوکت کا اظہار کرتے ہوئے عقل و تدبر، عافیت اندیشی اور سُنت کا دیوالہ نہ نکالنا چاہیئے، اس مفید اور اہم اجتماع کو چند رسوم اور فضولیات میں نہ ضائع کرنا چاہیئے، عید کا امتیازی نشان قیمتی بھڑکدار کپڑوں یا دودھ سیویوں تک ہی محدود نہ رکھنا چاہیئے، نظم و اتحاد، یگانگت، محبت کا مظاہرہ کرنا چاہیئے۔ امیروں کے دل میں غریبوں کی ہمدردی کا خیال اور جذبہ ہونا چاہیئے، اُمراء غریب مسلمانوں کو اپنے ہی جیسا انسان سمجھیں، ان کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھیں اور ان کی خوشی کو اپنی خوشی تصور کریں۔ اور ہر خوشی کے موقعہ پر ان کی خوشی ضرور حاصل کریں۔ اللہ کی نگاہ میں امیر و غریب سب برابر ہیں، کسی مالدار یا سرمایہ دار کو غریب پر عند اللہ کوئی فوقیت حاصل نہیں،

رمضان المبارک کے مہینہ میں روزے رکھنے کا حکم دے کر غریبوں کی بھوک، پیاس کا احساس کرایا، اور صدقہ فطر واجب کر کے غریبوں کو بھی عید کی خوشی کا موقعہ دیا گیا ہے۔

اسلام مساوات کا حامی ہے۔ عید کے زرق برق کپڑوں کی تیاری میں سینکڑوں روپیہ صرف کر دینا اور اپنے پڑوس میں یتیم بچوں (جنھیں پہننے کو ایک چیتھڑا اور کھانے کو ایک لقمہ میسر نہیں) کی حالت کا مطلق احساس نہ کرنا سراسر اسلامی تعلیم کے خلاف ہے۔ شاید مالدار طبقہ کو یہ معلوم نہیں کہ اُن کی دولت میں غریبوں کا بھی حصہ ہے۔ زندہ اور عقلمند قومیں وُہی ہیں جو قوم کو زندہ دیکھنے اور خوشحال بنانے کے لئے سب کچھ قربان کر دیتی ہیں۔ اس لئے ہمارا فرض ہے کہ عید کے موقعہ پر پڑوسیوں اور رشتہ داروں اور غریبوں کی ہمدردی اور خوشی بھی حاصل کیا کریں۔ اور اپنا دسترخوان وسیع اور جیبیں فراخ کر دیا کریں۔

نعت شریف — گوہر

تِرے وصف کی انتہا ہی نہیں ہے
کوئی تجھ سا انساں ہُوا ہی نہیں ہے

جو مانگا کسی نے اسے مل گیا وُہ
زباں سے کبھی "لا" کہا ہی نہیں ہے

حدیثِ نبیؐ سے ہُوا ہے جو منکر
وُہ بندہ مُسلماں رہا ہی نہیں ہے

تمہاری اطاعت نہ کی یہ خطا ہے
سِوا اِس کے کوئی خطا ہی نہیں ہے

ترا حج تو ناقص ہے کعبہ کے حاجی
مدینے میں جب تُو گیا ہی نہیں ہے

نہ ہو جس کے دل میں محبت نبیؐ کی
اسے نورِ ایماں ملا ہی نہیں ہے

کہا دیکھ کر یہ طبیبوں نے مجھ کو
محبت کی کوئی دوا ہی نہیں ہے

وُہی یا نبیؐ ہے سزاوارِ دوزخ
تری جس کے حق میں گواہی نہیں ہے

نہ ہے در ترا عزّت ملی وہ گدائی
مقابل کوئی جس کے شاہی نہیں ہے

ہے برسوں سے گوہرؔ مریضِ محبت
نصیبوں میں اس کے شفا ہی نہیں ہے

صدیقیہ

القسط السادس

ماخوذ من الخازن

انوار القرآن

اَوْ كَصَيِّبٍ مِّنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَّرَعْدٌ وَّبَرْقٌ يَجْعَلُونَ اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ مِّنَ الصَّوَاعِقِ حَذَرَ الْمَوْتِ ۭ وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ۝

ترجمہ: "یا منافقوں کا حال مانند بارش کے ہے جو نازل ہو آسمان سے جس میں تاریکیاں اور گرج اور بجلی ہو، وہ کرتے ہیں اپنی انگلیوں کو اپنے کانوں میں کڑک سے موت کے ڈر سے اور اللہ گھیرے ہوئے ہے کافروں کو"

لفظی تشریح: صیب اصل میں اس چیز کو کہتے ہیں جو اوپر سے نیچے کو آئے۔ بارش چونکہ اوپر سے نیچے کو آتی ہے اس لئے اس پر صیب کا اطلاق کیا۔ اور یہاں صیب سے مراد اصحاب صیب ہیں یعنی وہ لوگ جن پر بارش ہو رہی ہو۔ **من السماء**: مِن ابتدائیہ جس کے معنی "سے" کے ہیں۔ سماء کے معنی آسمان کے ہیں لیکن یہاں اس سے مراد بادل ہے اس لئے کہ سماء اس چیز کو کہتے ہیں جو سر کے اوپر ہو اور بادل بھی سر کے اوپر ہی ہوتا ہے۔ چنانچہ گھر کی چھت کو سَمَاءُ الْبَيْت اسی واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ سر کے اوپر ہے۔ سماء سے یہاں بادل اس لئے مراد ہے کہ بارش بادل سے ہوتی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ سماء سے مراد یہاں آسمان ہی ہے۔ تاکہ ان فلاسفہ کے مذہب کا ابطال ہو جائے جو کہتے ہیں کہ بارش آسمان سے نہیں ہوتی بلکہ زمین کے بخارات سے ہوتی ہے۔ فِيهِ کی ضمیر صیب کی طرف راجع ہے۔ ظلمات، جمع ظلمۃ کی معنی تاریکیاں رعدٌ

اس آواز کو کہتے ہیں جو بادلوں سے سنی جاتی ہے جس کو ہم اپنی زبان میں بادلوں کی گرج کہتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ رعد اس فرشتے کا نام ہے جو بادلوں پر مؤکل ہے اور ان کو خدا کے حکم سے چلاتا ہے۔ برق وہ آگ جو بادلوں سے نکلتی ہے جس کو ہم بجلی کی چمک کہتے ہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ یہ فرشتے کے چابک کی چمک ہے جس کے ساتھ وہ بادلوں کو چلاتا ہے۔ صواعق صاعقہ کی جمع ہے، صاعقہ وہ آواز ہے جس کی شدت سے موت یا بیہوشی واقع ہوجاتی ہے بعض کا قول ہے کہ صاعقہ عذاب کا ایک ٹکڑا ہے جو اللہ کی مشیت سے بعض انسانوں پر نازل ہوتا ہے۔

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جب رعد کی آواز کو سنتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِكَ وَلَا تُهْلِكْنَا بِعَذَابِكَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِكَ (ترمذی)

حَذَرَ الْمَوْتِ، موت کے خوف سے، وَاللّٰهُ مُحِيْطٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ اور اللہ کافروں کو محیط ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ سے ان کا کوئی حال چھپا ہوا نہیں وہ ان کے سب احوال کو جانتا ہے اور اس طرح بھی اس کی تفسیر

کی گئی ہے کہ وہ کافروں کو جمع کرتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ اَبْصَارَهُمْ كُلَّمَآ اَضَآءَ لَهُمْ مَّشَوْا فِيْهِ وَاِذَآ اَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوْا وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں کو اچک لے جب بھی بجلی ان کے واسطے روشنی کرتی ہے تو وہ اس میں چل پڑتے ہیں اور جب وہ ان پر تاریکی ڈالتی ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں، اور اگر اللہ چاہتا تو ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو بعینہ لے جاتا، بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لفظی تشریح: يَكَادُ افعالِ مقاربت سے یقرب کے معنیٰ میں ہے۔ اس کا استعمال اس چیز پر ہوتا ہے جو ابھی تک ہوئی نہیں۔ یکاد البرق یخطف ابصارھم کے معنی ہوں گے کہ بجلی نے ابھی تک ان کی آنکھوں کو جھپٹا تو نہیں لیکن قریب تھا کہ وہ جھپٹ لے۔

يَخْطَفُ: اس کا مادہ خطف ہے، جس کے معنیٰ سرعت اور تیزی کے ساتھ کسی چیز کو لینے کے ہیں، جس کو اردو میں جھپٹنا کہتے ہیں۔ كُلَّمَا: جب بھی۔ اَضَاءَ: اس نے روشنی کی، برق اس کا فاعل ہے۔ لَهُمْ: ان کے واسطے، مَشَوْا: وہ چل پڑتے ہیں۔ فِيْهِ: اس میں، وَاِذَا: اور جب، اَظْلَمَ (ظلمت سے ہے) اس نے تاریکی ڈالی عَلَيْهِمْ: ان پر، قَامُوْا: وہ کھڑے ہو جاتے ہیں وَلَوْ: اور اگر شَاءَ اللّٰهُ: چاہتا اللہ، لَذَهَبَ: البتہ لے جاتا، بِسَمْعِهِمْ ان کے کانوں کو، سمع کا معنیٰ سننا ہے، لیکن یہاں مراد آلۂ سمع ہے، وَاَبْصَارِهِمْ: اور ان کی آنکھوں کو ابصار جمع بصر کی ہے جس کا معنیٰ دیکھنا ہے اور یہاں آلۂ بصر مراد ہے یعنی آنکھ، اِنَّ اللّٰهَ: بیشک اللہ، اِنَّ حرفِ تحقیق ہے جس کے معنیٰ بیشک کے ہیں،

عَلٰى: اوپر، حرفِ جار جو استعلا پر دلالت کرتا ہے، كُلِّ: ہر، قضیہ موجبہ کلیہ کا سوا جو اپنے مدخول کے ایک ایک فرد پر دلالت کرتا ہے، شَيْءٍ: چیز، قدیر: قدرت والا

تفسیر: منافقوں کے حال کی دوسری مثال یہ دی کہ ایک قوم جنگل میں رات کے وقت چل رہی ہے کہ اچانک ان سے بارش ہونے لگی جس میں بجلی کی چمک اور رعد کی کڑک ہے اب ان کا چلنے میں حال یہ ہے کہ جب کڑک کی آواز سنتے ہیں تو اپنی انگلیوں کو کانوں میں ٹھونس لیتے ہیں کہ کہیں ہم اس کی ہولناک آواز سے مر نہ جائیں، اور بجلی جو اس قدر تیز روشنی والی ہے کہ قریب ہے کہ اس سے وہ اپنی بصارت کو کھو بیٹھیں، جب ان کے واسطے روشنی کا سامان مہیا کرتی ہے تو تھوڑا بہت دیکھ کر راستہ چلنے لگتے ہیں۔ اور پھر جب اس کے کوندنے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ اندھیرا ہو جاتا ہے تو حیران ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، کہ اب ہم کیا کریں اور کیا نہ کریں

مثال کی ممثل لہٗ کے ساتھ مطابقت: قرآن شریف یا اسلام بمنزلہ بارش کے ہے، کیونکہ جس طرح بارش سے زمین زندہ ہوتی ہے اسی طرح قرآن یا اسلام سے دل زندہ ہوتے ہیں، قرآن میں جو کفر اور شرک اور نفاق کا ذکر ہے، یہ اس روحانی بارش کے ظلمات اور اندھیرے ہیں جس سے منافقین سہمے ہوئے ہیں، کہ کہیں ہمارا راز فاش نہ ہو جائے اور اس میں جو وعیدات اور زجر کا ذکر ہے وہ اس بارش کی رعد یعنی ہولناک کڑک ہے جس کے ساتھ ان کو ڈرایا گیا ہے۔ قرآن میں جو ہدایت اور جنت اور اخروی نعمتوں کے وعدوں کا ذکر ہے وہ اس آسمانی بارش کی برق ہے جس سے ان منافقوں کو تھوڑے سکون میسر ہوتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جس طرح اصحابِ بارش رعد کی کڑک سے مرنے کے خوف سے اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے ہیں اسی طرح یہ لوگ جب قرآن شریف کی تلاوت ہوتی ہے اپنے کانوں کو بند

کر لیتے ہیں، اس خوف سے کہ کہیں ہمارے دل اس طرف مائل نہ ہو جائیں اور ہم اپنے آباؤ اجداد کے مذہب کو نہ چھوڑ بیٹھیں جس کو وہ اپنے حق میں موت سمجھتے تھے۔

حضورِ رسالت

شاعرِ خوش نوا، حضرت مظہر الدین صاحب۔ راولپنڈی

اِدھر بھی کوئی ابرِ رحمت کا چھینٹا اِدھر بھی نظر بے سہاروں کے والی،
نگاہوں میں ہے تیری بخشش کا عالم کھڑے ہیں ترے دَر پہ تیرے سوالی،

کبھی اِک زمانے میں تھی وجہِ نازش تیرے نام لیواؤں کی شانِ عالی،
مگر اب تو ہے عبرتوں کا فسانہ ہم اہلِ مصیبت کی آشفتہ حالی،

ہمیں پھر عطا ہو جلالِ ابوذرؓ ہمیں پھر عنایت ہو شانِ بلالیؓ
دمکتے رہیں تیرے گنبد کے جلوے، سلامت رہے تیرے روضے کی جالی

بجا ہے کہ ہم تشنگانِ کرم کا عمل کی حقیقت سے دامن ہے خالی
مگر یہ شرف بھی کوئی کم نہیں ہے تری ذات سے ایک نسبت ہے عالی

جہاں سے ملی تھی بصیریؒ کو چادر، جہاں کیف ساماں تھی روحِ غزالیؒ
وہاں لے کے آیا ہوں کلیوں کے گجرے وہاں لے کے پہنچا ہوں پھولوں کی ڈالی

شبِ زندگی کی سحر کرنے والے! خزف کو حریفِ گہر کرنے والے!
عرب تیرے فیضانِ رحمت کا طالب، عجم تیری چشمِ کرم کا سوالی

اللّٰہ اکبر ~~~ ۷۸۶ ~~~ اللّٰہ اکبر

نماز میں خشوع و خضوع

مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پوری

خشوع و خضوع دو مترادف لفظ ہیں جن کے معنی فروتنی ۔ انکساری ۔ عاجزی کرنے کے ہیں ۔ یعنی اپنے آپ کو حقیر اور عبد ذلیل جاننا اپنی کسی صفت کمال پر کبھی فخر و ناز نہ کرنا ، اپنی عظمت اور بڑائی کو نہ دیکھنا ، خشوع و خضوع ہے ۔ اس صفت کا اطلاق زیادہ تر نماز پڑھنے والے پر ہے جیسا کہ اللہ تعالےٰ نے قرآن حکیم میں فرمایا قد افلح المؤمنون الذین هم فی صلاتهم خاشعون ، بیشک وہ مسلمان کامیاب ہوئے جنہوں نے نماز خشوع کے ساتھ ادا کی ،

آیت کریمہ میں الذین هم فی صلاتهم خاشعون کو مومنوں کی صفت قرار دیا ہے ۔ یعنی جن مسلمانوں کی یہ صفت ہے کہ وہ نماز کو خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں وہ کامیاب ہیں

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قول ہے کہ خاشعون وہ لوگ ہیں جو رب العالمین کی بارگاہ میں ذلیل اور عاجز اور ساکت و ساکن ہو کر کھڑے ہوتے ہیں ۔

بعض علماء مفسرین نے کہا کہ خشوع کے معنی ڈرنے کے ہیں اور یہ افعال قلب سے ہے اور بعض نے کہا کہ اس کے معنی سکون اور ترک التفات اور غض بصر کے ہیں اس وجہ سے یہ صفت افعال جوارح سے ہے ۔ اور بعض نے کہا کہ خشوع افعال قلب اور افعال جوارح کا جامع ہے ۔ اور یہی قول اولیٰ اور افضل ہے ۔ نماز پڑھنے والے کے واسطے ضروری ہے کہ اس کو تمام اعضاء میں خشوع حاصل ہو ، یعنی اس کا سکون و تحرک مقتضائے نماز کے مطابق ہو جہاں ساکن ہونا واجب ہے وہاں ساکن ہو جائے اور جہاں سے حرکت کرنا ہے وہاں سے حرکت کرے اور پھر ساکن ہو جائے ۔ نماز کے کسی رکن میں کسی عضو کو حرکت نہ دے اور ادھر اُدھر گوشۂ چشم سے کبھی نہ دیکھے ، اور قلب کا خشوع یہ ہے کہ معبود کے سامنے انتہا درجہ کا تذلل اور انکساری اختیار کرے ، یہاں تک کہ سوائے رب العالمین کے اس کے قلب کا خیال کسی دوسری طرف نہ جائے

تفسیر مدارک میں ہے : خاشعون وہ ہیں جو دل کے ساتھ ڈرتے ہیں اور اعضاء کے ساتھ ساکن ہیں ۔ اور بعض نے کہا نماز میں خشوع کا یہ مطلب ہے کہ اس کے واسطے ہمت کو جمع کیا جائے اور اس کے غیر سے اعراض کیا جائے ، اور نظر اس کے سجدے کی جگہ سے متجاوز نہ ہو اور ادھر اُدھر نہ دیکھے اور اپنے جسم اور کپڑے اور داڑھی وغیرہ سے نہ کھیلے ، جیسے کہ بعض نمازیوں کی عادت ہوتی ہے ۔ اور سدل نہ کرے یعنی اپنے کاندھے یا سر پر اس طرح کپڑا نہ ڈالے کہ اس کے کنارے دائیں بائیں لٹکتے رہیں اور اپنی انگلیوں کے چٹخے نہ نکالے اور کنکریوں کو نہ ہلائے ، مطلب یہ ہے کہ نماز کو طریقہ مسنون و مستحب کے ساتھ ادا کرنا اور اس کے مکروہات سے احتراز کرنا خشوع فی الصلٰوۃ ہے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں
کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز میں ادھر اُدھر
دیکھنے کی بابت سوال کیا آپ نے فرمایا وہ اختلاس (چھیننا) ہے
کہ شیطان بندے کی نماز سے جھپٹ لیتا ہے۔

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ بندہ جب تک نماز میں ادھر
اُدھر التفات نہ کرے، تب تک رب تعالیٰ اس کی طرف متوجہ
رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ نماز سے فارغ ہو۔

بعض بزرگوں نے کہا ہے کہ نماز میں آسمان کی طرف
نگاہ اٹھا کر دیکھنا بھی خشوع کے خلاف ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے
روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
"ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اپنی آنکھوں کو نماز
میں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں"

آپ نے اس قول کا تکرار فرمایا یہاں تک کہ آپ نے فرمایا،
کہ وہ اس خصلت سے باز آجائیں نہیں تو ان کی آنکھیں
ضائع کر دی جائیں گی"

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :
"پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نماز
میں اپنی آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے
پھر جب یہ آیت نازل ہوئی الذین ھم فی
صلوٰتھم خاشعون، تو وہ اپنی آنکھوں کو
سجدہ کی جگہ پر جماتے لگے"

حجۃ الاسلام، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب احیاء العلوم
جلد اول صـ۱۵۲ میں لکھتے ہیں :-
"خشوع ایمان کا ثمرہ اور اس یقین کا نتیجہ ہے
جو اللہ تعالیٰ عزوجل کے جلال کے ساتھ حاصل
ہوا جس شخص کو یہ یقین حاصل ہو جائے وہ
شخص نماز میں اور اس کے غیر میں بلکہ خلوت اور
بیت الخلاء میں قضائے حاجت کے وقت بھی
خشوع کرنے والا ہوتا ہے"

اس لئے کہ معلوم ہونا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو جھانک رہا
ہے۔ اور اس کی بزرگی کا معلوم ہونا اور اس بات کا معلوم
ہونا کہ مجھ سے اس کی شان کے عبادت نہیں ہو رہی خشوع کا
موجب ہے، اس لئے کہ انہیں معارف سے خشوع پیدا ہوتا ہے
اور یہ خشوع نماز ہی سے مختص نہیں چنانچہ بعض بزرگوں کے
متعلق کہا گیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے حیا اور خشوع
کرتے ہوئے چالیس سالوں تک آسمان کی طرف نظر اٹھا کر
نہیں دیکھا؛ ربیع ابن خیثم چونکہ اپنی آنکھ کو کسی چیز کے دیکھنے
سے بہت روکتے تھے اور اپنے سر کو نگوں رکھتے تھے لوگ ان
کو اندھا خیال کرتے تھے؛ وہ ابن مسعود کے گھر بیس برس تک
آتے جاتے رہے، ایک دن ابن مسعود کی لونڈی نے ان کو دیکھا
تو اس نے ابن مسعود کو کہا، آج آپ کا وہ اندھا دوست آیا
تھا۔ ابن مسعود لونڈی کی اس بات سے ہنس دیئے، ربیع بن
خیثم کا یہ حال تھا کہ جب وہ دروازے کو کھٹکھٹاتے تو ابن
مسعود کی خادمہ باہر نکلتی تو ان کو اس حال میں دیکھتی کہ وہ
آنکھوں کو بند کئے اور سر کو جھکائے کھڑے ہیں، ابن مسعود
جب ان کو دیکھتے تو کہتے وبشر المخبتین، آگاہ ہو جئے!
قسم ہے اللہ کی اگر تجھ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم دیکھتے تو بہت
خوش ہوتے، دوسرے لفظ میں ہے، البتہ تجھ کو دوست بناتے؟
اور ایک روایت میں ہے، البتہ ہنستے،

ایک دن وہ ابن مسعود کے ہمراہ لوہاروں کے کوچہ
میں گئے، جب ان کی آگ کی بھٹیوں کو انہوں نے دیکھا کہ ان
میں آگ کو بھڑکایا جا رہا ہے اور وہ شعلے مار رہی ہے تو ایک

چیخ کے ساتھ بیہوش ہو کر گر گئے، ابن مسعود ان کے سر کے پاس نماز کے وقت تک بیٹھے رہے لیکن ان کو ہوش نہ آیا، آخر ان کو ابن مسعود اپنی پیٹھ پر اٹھا کر اپنے گھر لے گئے، ان کو دوسرے روز اس وقت ہوش کیا، جس وقت انہوں نے چیخ ماری تھی، اسی بیہوشی کی حالت میں ان کی پانچ نمازیں قضا ہو گئیں، ابن مسعود ان کے سر کے پاس بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے خدا کی قسم' یہ خدا کا خوف ہے' ربیع کہا کرتے تھے، خدا کی قسم مجھ کو نماز میں کسی چیز نے غمناک نہیں کیا مگر اس چیز نے کہ میں کیا کہوں گا اور مجھے کیا کہا جائیگا۔

عامر بن عبد اللہ بھی ان لوگوں سے تھے جو نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔ جب وہ نماز پڑھتے تو بسا اوقات ان کی صاحبزادی ڈھول بجاتی اور جو عورتیں ان کے گھر میں آتیں ان سے باتیں کرتی۔ لیکن وہ نہ سنتے اور نہ اس کو سمجھتے، ایک دن ان کو کہا گیا کہ آپ نماز میں اپنے نفس سے بات کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں' اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے کی بابت اور اس کی بابت کہ جنت میں جاؤں گا، یا نار میں' ان کو کہا گیا کیا تم بھی ہماری طرح نماز میں دنیا کی چیزوں کو پاتے ہو' انہوں نے کہا میرے جسم میں متعدد نیزوں کا پیوست ہو ہو کر پیوست ہونا زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی نماز میں کوئی دنیا کی چیز پاؤں' اور کہا کرتے تھے اگر پردہ اٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں زیادتی نہیں ہوگی۔ یعنی میرا یقین ایسا کامل ہے کہ وہ زیادتی کا محتاج نہیں۔

مسلم بن یسار بھی ایسے لوگوں سے تھے ان کے متعلق سنا گیا ہے کہ ایک دفعہ مسجد کا ایک ستون گر گیا اور وہ نماز میں تھے، لیکن ان کو مطلقاً اس کا شعور نہ ہوا، ایسے ہی لوگوں سے ایک وہ بھی تھے۔ کہ ان کے عضو کا ایک حصہ خراب اور کاٹنے کے لائق ہو گیا، جس کا کاٹنا ممکن نہیں تھا، آخر یہ صلاح ٹھہری کہ جب وہ نماز میں ہوتے ہیں تو ان کو احساس نہیں ہوتا، اس وقت کاٹا جائے، تو جب وہ نماز میں تھے' عضو کاٹا گیا۔ اور ان کو کچھ بھی پتہ نہ لگا۔

ہم سب کو چاہیئے کہ نماز جیسی عبادت نہایت سکون اور اطمینان اور سنت کے مطابق اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کریں۔ اللہ تعالےٰ اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہم کو توفیق دے اور اپنے محبوبوں کے نقشِ قدم پر چلائے' آمین ثم آمین ؞

جن اہلِ قلم حضرات کے مضامین

قریبی اشاعت میں

بوجہ گنجائش نہ ہونے کے

شائع نہ ہوں

انکے مضامین آئندہ اشاعت تک مؤخر کئے جاتے ہیں (ایڈیٹر)

مضامین

معیاری اور علم و تحقیق

کی روشنی میں لکھے ہونے چاہئیں ——— جو مضامین رسالہ کے معیار کے مطابق نہ ہوں گے شائع نہیں کئے جائینگے'

بعض احباب کے نام

شروع اشاعت سے رسالہ جاری ہے

لیکن

اب تک ان کا چندہ وصول نہیں ہوا

مہربانی فرما کر

اپنا چندہ جلد از جلد ارسال کریں

انوار الحدیث

(گوہر)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب عید کا دن ہوتا ہے، تو اللہ تعالےٰ اپنے فرشتوں کے سامنے ان بندوں کا فخر کے ساتھ ذکر کرتا ہے جنہوں نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے ؛ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

"اے میرے فرشتو ! بتاؤ جس مزدور نے اپنے کام کو پُورا کر دیا اس کی جزا کیا ہے ؟" فرشتے عرض کرتے ہیں، "اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کے عمل کا پُورا ثواب اس کو دیا جائے ؛ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

"اے میرے فرشتو ! میرے ان بندوں اور بندیوں کی کیا جزا ہے، جنہوں نے میرے فرض کو ادا کر دیا جو انکے اوپر تھا۔ اب وہ ایک میدان میں جمع ہو کر اپنی دُعاؤں میں میرے آگے گڑگڑا رہے ہیں، قسم ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال کی اور اپنے کرم اور بلندی کی اور درجہ کے علو کی، البتہ میں ان کی دُعا کو قبول کروں گا۔"

پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے :

"چلے جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا، اور تمہارے گناہوں کو نیکیوں کے ساتھ بدل دیا۔" پس وہ گھروں کو اس حال میں لوٹ کر آتے ہیں، کہ وہ بخشے ہوئے ہوتے ہیں۔

(ماثبت بالسنۃ بحوالہ بیہقی)

حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز، تین یا پانچ یا سات یا اس سے کم یا اس سے زیادہ کھجوریں تناول فرماتے۔ کھجوروں کے تناول کرنے کی حکمت یہ بیان کی ہے کہ ان میں شیرینی ہے، اور شیرینی بینائی کو جو روزہ رکھنے سے کمزور ہو گئی ہے قوت دیتی ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیرینی دل کو نرم کرتی ہے اور ایمان کے مزاج کے موافق ہے اسی واسطے آیا ہے : کہ مومن حلوئی ہے یعنی میٹھائی ہے (یہ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا ہے) اگر کوئی خواب میں دیکھے کہ وہ حلوا کھا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو لذتِ ایمان حاصل ہو گی۔ (ماثبت بالسنۃ)

عیدین کی نماز میں نہ اذان ہے نہ اقامت

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں نے عیدین کی نماز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک دو دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ پڑھا ہے اس میں نہ اذان ہوتی تھی نہ اقامت (مشکوٰۃ)

عید کی نماز خطبہ سے پہلے واجب ہے

ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر اور عمر عیدین کی نماز خطبہ سے پہلے پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

عید کے روز عورتوں کو بھی وعظ سنایا جائے

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے پُوچھا گیا کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عید میں حاضر ہوتے تھے

انہوں نے کہا، ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ نے نماز پڑھی اور پھر خطبہ پڑھا، اور اذان اور اقامت کا ذکر نہیں کیا، پھر آپ عورتوں کے مجمع میں تشریف لے گئے اور ان کو وعظ سنایا اور ان کو صدقہ دینے کا حکم فرمایا، پس میں نے دیکھا کہ وہ اپنے کانوں اور گلوں سے زیور اتار اتار کر بلال کو دے رہی ہیں؛ پھر آپ اور بلال اپنے گھر کو لوٹ آئے" (مشکوٰۃ)

عید کے روز راستہ بدلنا

جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، جب عید کا دن ہوتا تو آنے جانے میں راستہ بدل کر آتے جاتے" (مشکوٰۃ)

عید الفطر میں صبح سویرے کھانا چاہیئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے روز عید کی نماز کے واسطے جب تک کچھ کھاتے نہیں تھے، گھر سے نہیں نکلتے تھے۔ اور عید الضحٰی میں جب تک نماز نہیں پڑھتے کھاتے نہیں تھے۔ (مشکوٰۃ)

شوال کے روزے

ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور پھر اس کے بعد چھ روزے شوال کے بھی رکھے اس کو عمر بھر روزے رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے ÷

پیر کے دن کے روزے

ابو قتادہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیر کے دن کے روزے کی بابت سوال کیا گیا، تو آپ نے فرمایا:-

" میں پیدا کیا گیا ہوں اس دن، اور اسی دن میں مجھ پر قرآن نازل کیا گیا " (مشکوٰۃ)

(ف) پیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت اور نزول قرآن کا یوم ہے، اس دن ان دو نعمتوں کے شکریہ میں روزہ رکھنا مستحب ہے، لیکن ایک دن اس سے قبل یا ایک دن اس سے بعد بھی روزہ رکھے تاکہ دو روزے ہو جائیں، اس لیے کہ صرف ایک ہی دن کا روزہ مکروہ ہے۔

یوم فطر اور یوم نحر میں روزہ رکھنا منع ہے

ابو سعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم فطر اور یوم نحر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ)

صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جمعہ کے دن کا روزہ نہ رکھے مگر یہ کہ اس سے ایک دن پہلے یا اس سے ایک دن بعد بھی روزہ رکھے "

(ف) جمعہ کا روزہ رکھنے سے منع فرمانا اس لئے ہے کہ جمعہ کے اوراد وظائف واجبہ اور ضروریہ کے ادا کرنے میں ضعف اور کسل نہ پیدا ہو جائے، یا اس کی تعظیم کا اس حد تک مبالغہ کہ اس کا روزہ رکھا جائے، عوام کو کسی فتنہ میں نہ ڈالدے جس طرح یہود نے ہفتہ کی تعظیم میں مبالغہ کیا اور وہ فتنہ میں مبتلا ہو گئے یا عوام کو کسی وقت یا زمانہ میں اس کے روزے کے وجوب کا اعتقاد نہ ہو جائے۔ یا اس لئے کہ جمعہ روز عید ہے، اور عید کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔

عید کی خوشی

مولانا کلیم حیدر آباد

لائی نویدِ کیف و نوا عید کی خوشی
آئی برنگِ لطفِ خدا عید کی خوشی

حسنِ نظارہ سوز کو بخشا ہے اذنِ عام
کس شان سے ہے جلوہ نما عید کی خوشی

نازک بہت تھا وعدۂ صبر آزمائے دوست
کرتی ہے آ کے وعدہ وفا عید کی خوشی

بے یار و ہم مذاق ہے بے لطف زندگی
ایسے میں عید آئے تو کیا عید کی خوشی

اک رنجِ بیکسی کا مداوا نہ کر سکی
یعنی نہیں ہے درد ربا عید کی خوشی

بیتے دنوں کی یاد ہے اک مستقل عذاب
دل سے یہ غم مٹائیگی کیا عید کی خوشی

کیا کہیئے کیا ہے غم کدۂ دل میں اے کلیم
یہ حسرتوں کا سوگ ہے یا عید کی خوشی

مولانا محمد عبد العزیز صاحب مزنگ - لاہور

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا کیسا ہے اور ان کے متعلق کیا عقیدہ رکھنا چاہیئے ؟

(المستفتی مشتاق احمد جماعتی نقشبندی مزنگ (لاہور)

الجواب وھو الموفق للسداد

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ صحابی ہیں اور آپ کے باپ بھی صحابی اور والدہ ماجدہ بھی صحابیہ تھیں رضی اللہ عنہم تصحیح العقیدہ فی باب امیر المعاویہ رضی اللہ عنہ میں بحوالہ مکتوب ۲۵۱ مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ، منقول ہے :-

" اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہمہ بزرگ اند وہمہ را بہ بزرگی یاد باید کرد "

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ بڑے سخی، شجاع حلیم اور شاعر تھے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا فرمائی،

" اللھم اجعلہ ھادیا ومھدیا واھدبہ "

اور فرمایا :-

اللھم علم المعاویۃ الکتاب والحساب وقہ العذاب ولاشک ان دعاءہ صلی اللہ علیہ وسلم مستجاب فعلمنا منہ انہ لاعقاب علی معاویۃ رضی اللہ عنہ فیما فعل ولہ الاجر "

(ترجمہ مختصر) " اے اللہ معاویہ کو ہادی اور مہدی بنا اور انہیں راہ دکھا اور ان کو حساب کتاب سکھا اور عذاب سے بچا "

ہمیں کوئی شک نہیں کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مستجاب ہے تو ان دعاؤں سے ہم کو معلوم ہے کہ آپ کے لئے بہ برکت دعا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم عذاب نہیں بلکہ اجر و ثواب ہے۔

کسی نے عبد اللہ بن مبارک تلمیذ ارشد امامنا الاعظم رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ عمر بن عبد العزیز بن بنت عاصم بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم افضل ہیں۔ یا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، تو آپ نے فرمایا :

" الغبار الذی دخل فی انف فرس معاویۃ رضی اللہ عنہ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم خیر من مثل عمر بن عبد العزیز کذا وکذا "

یعنی وہ غبار جو امیر معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے گھوڑے کے

ناک میں بہمراہی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوا وہ ہزار عمر بن عبد العزیز سے بہتر ہے نیز آپ سے منقول ہے :-
تلك دماء طهر الله عنها الخ وہ خون جن سے اللہ تعالےٰ نے ہمارے ہاتھ پاک رکھے ہمارے لئے لازم ہے کہ ہم اپنی زبانوں کو بھی ان سے پاک رکھیں۔
(کما قال مولانا محب الرسول ابن مولانا فضل الرسول حنفی قادری بدایونی) فتاوی امدادیہ جلد ۴ صفحہ ۱۴۳ میں ہے :
" از حضرت غوث الثقلین قدس سرہٗ
منقول است کہ اگر در راہگذر حضرت معاویہ
رضی اللہ تعالےٰ عنہ نشینم و گرد سم اسپ بر
من افتد باعث نجات می شناسم "
نور الہدایہ وغیرہ میں ہے کہ امام نسائی محدث سے کسی نے سوال کیا :
" آپ نے امیر المومنین معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کے مناقب میں بھی کچھ لکھا ہے "
فرمایا معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو یہی کافی ہے کہ نجات پا جاویں (جیسا کہ آج کل کے بعض حنفی نقشبندی مجددی کہلانے والے کہتے ہیں) تو عام لوگوں نے ان کو تشیع کی طرف منسوب کیا اور لاتیں مارنا شروع کیں۔ کچھ چوٹ ان کے خصیوں میں پہنچی آپ نیم جان ہو گئے اور آخر کار اسی سبب سے ان کا انتقال ہو گیا (کما ذکرہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی در بستان المحدثین و شیخ عبد الحق محدث دہلوی در اشعۃ اللمعات و مظاہر حق)
اعلیٰ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ برد اللہ مضجعہ نے احکام شریعت میں بحوالہ نسیم الریاض صفحہ ۴۳۰ ج ۳ فرمایا ہے ؎
ومن یکون یطعن فی معاویۃ
فذاک کلب من کلاب الھاویۃ
جو شخص حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان میں طعن کرے وہ دوزخ کے کتوں سے ایک کتا ہے "

مولانا نور بخش صاحب توکلی ایم اے حنفی نقشبندی مجددی اپنی کتاب تذکرہ نقشبندیہ صفحہ ۲۰۲-۲۰۳ میں فرماتے ہیں۔
(خوارق و کرامات مجددیہ (۶) ایک سید طالب علم کا بیان ہے جو لوگ حضرت علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے لڑے سب مجھے ان سے بالخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے نفرت اور بدظنی تھی۔ ایک روز میں مکتوبات احمدیہ کا مطالعہ کر رہا تھا۔ کہ ان میں یہ لکھا دیکھا کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرات شیخین (ابوبکر و عمر) رضی اللہ عنہما کے شتم (گالی) کرنے والے پر جو حد لگاتے تھے وہی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ پر شتم کرنے والے پر جاری کرتے تھے میں نے یہ نقل دیکھ کر غصہ کی حالت میں کہا کہ یہ کیسی بیہودہ نقل ہے جو اس مرد (حضرت شیخ) نے یہاں ذکر کی ہے۔ یہ کہہ کر میں نے مکتوبات کو زمین پر پھینک دیا اور سو گیا، خواب میں دیکھا کہ حضرت شیخ غصہ کی حالت میں آئے اور اپنے ہاتھوں سے میرے دونوں کان پکڑ کر فرمانے لگے ' اے طفل ناداں تو بھی ہماری تحریر پر اعتراض کرتا ہے اور اسے زمین پر پھینکتا ہے۔ اگر تو میرے قول کو معتبر نہیں سمجھتا تو آ تجھے حضرت علی المرتضےٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس لے چلوں جن کی خاطر تو ان کے بھائیوں (صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین) کو برا کہتا ہے۔
چنانچہ حضرت شیخ مجھے ایک باغ میں لے گئے اور مجھے اس باغ کے کنارے ٹھہرا کر خود ایک محل کی طرف جو اس باغ میں نظر آ رہا تھا چلے گئے۔ میں نے دیکھا کہ وہاں ایک نہایت نورانی شکل بزرگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت شیخ نے بڑی تواضع سے ان کو سلام کہا وہ بھی بڑی خوشی سے آپ کو ملے۔ اس کے بعد حضرت شیخ اس بزرگ کے آگے دو زانو

بیٹھ گئے۔ اور کچھ عرض کیا، شیخ و بزرگ دونوں دُور سے میری طرف دیکھتے اور اشارہ کرتے تھے، مجھے یقین ہو گیا کہ وہ میری نسبت کچھ کہہ رہے ہیں، کچھ دیر کے بعد حضرت شیخ نے اٹھ کر مجھے نزدیک بلایا اور فرمایا کہ یہ بزرگ جو بیٹھے ہوئے ہیں حضرت امیر کرم اللہ وجہہٗ ہیں۔ سنو! کیا فرماتے ہیں۔ میں نے سلام کیا، حضرت امیر کرم اللہ وجہہ نے زبان گوہر فشاں سے فرمایا، کہ خبردار! حضرت پیغمبر صلّی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے کوئی کدورت دل میں نہ رکھو۔ اور ان کی ملامت زبان پر نہ لاؤ، ہم جانتے ہیں اور ہمارے بھائی کہ کن نیک نیتوں سے ہمارے درمیان جھگڑا ہوا تھا۔ اور حضرت شیخ کا نام لے کر فرمایا۔ کہ ان کی تحریر سے ہرگز سر نہ پھیرنا، باوجود اس نصیحت کے میں نے اپنے دل کی طرف رجوع کیا تو اصحاب کرام کی دشمنی اور نفرت بدستور پائی۔

حضرت امیر کرم اللہ وجہہ یہ معلوم کر کے ناراض ہوئے اور حضرت شیخ نے فرمایا، کہ اس کا دل ابھی صاف نہیں ہوا۔ اور تھپڑ مارنے کے لئے اشارہ کیا۔ چنانچہ حضرت شیخ نے اپنی ساری قوت سے ایک تھپڑ میری گدی پر مارا اس وقت میں نے اپنے دل کو کدورت سے صاف پایا۔ اس اثنا میں میری آنکھ کھل گئی، اب میں سینہ کو کینہ سے پاک پاتا ہوں۔ اور حضرت شیخ کے کلام کی نسبت میرا حسن اعتقاد سو گنا زیادہ ہو گیا۔ انتہی

اہلِ سنت کے لئے لازم بلکہ الزم ہے کہ بموجب فرمودہ حضرت شیخ تمام صحابہ کرام کے ساتھ حسنِ عقیدت رکھیں، ان کا دشمن حسب فرمودہ قرآن کریم لیغیظ بھم الکفار۔ کافر ہے۔ وہ سب جنتی ہیں۔ کلا وعد اللہ الحسنیٰ۔ خدا اُن سے راضی وہ اس سے راضی۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنہ۔ ان کی لغزشوں کو خدا نے معاف فرما دیا۔ ولقد عفا عنھم۔ وہ دوزخ کی بھنک بھی نہ سُن سکیں گے لا یسمعون حسیسھا۔ ان کے آپس کے معاملات میں ہمیں زبان بند رکھنی چاہیئے۔ اذا ذکر تم اصحابی فامسکوا (حدیث) وہ آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اخواننا بغوا علینا (فرمان امیر رضی اللہ عنہ)۔

یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کا کیا معاملہ تھا مگر جب آپ نے فرما دیا۔ لا تثریب علیکم الیوم اور یعقوب علیہ السلام نے فرما دیا سوف استغفر لکم تو ہمیں اس میں دخل دینے کی کیا ضرورت؟

ہذا عندنا۔ واللہ اعلم بالصواب
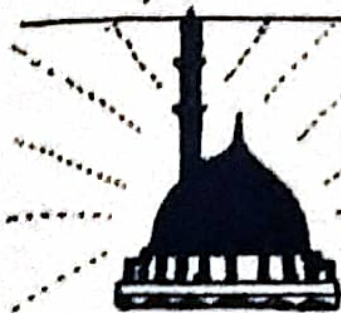
آنحضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ باسعادت

وہ جس کا نور چمکا ہے زمین و آسمانوں میں
چمکتا نور آتا ہے نظر جس کا جبینوں میں
اسی کا نور تاباں چہرہ ہائے نازنینوں میں
وہی ہے نورِ رب اور فخرِ دیں اور رحمتِ عالم
وہ جس کے نور سے اللہ نے پیدا کیا عالم
وہ جس کا نام خود اللہ نے آدم سے پڑھوایا
وہ جس کے نور کو جملہ ملائک نے کیا سجدہ
وہ جس کے نام سے کشتی ہوئی تھی نوح کی جاری
بغیر ذبح جس کے نام سے وصفِ ذبیح پایا
وہ ابراہیم نے جس کے لئے حق سے دعائیں کی
وہ جس کے نام سے داؤد نے کی نغمہ آرائی
وہ جس کے نام کی خود ابنِ مریم نے بشارت دی

زمانوں اور مکانوں میں نشانوں بے نشانوں میں
وہی چمکا چمکتا ہے وہی چمکے گا سینوں میں
مہِ کامل نظر آتا ہے جیسے ہم نگینوں میں
وہی ہے اپنے رب کا برگزیدہ نائبِ اعظم
وہ جس کے نام سے اللہ کے نائب بنے آدم
وہ جس کے نام سے آدم نے بالا مرتبہ پایا
وہ جس کے سامنے تعظیم سے جھکتا ہے خود کعبہ
وہ جس کے نام سے نار بھی جلنے سے ہوئی عاری
وہ جس کے نام سے آتشکدہ گلزار فرمایا
وہ یحییٰ نے کبھی جس کے دیکھنے کی التجائیں کیں
وہ جس کا نام لیکر کی سلیماں نے کبھی آقائی
صحائف میں بھی لکھی پائی خبر جس کی نذارت کی

اگر تشریف دنیا پر نہ لاتے وہ سرِ شاہاں،
جھکے آتے ہیں فرشِ خاک پر شمس و قمر رو کر
ہماری کم نصیبی ہے فلک پر ہم ہیں جلوہ گر،

تو سب معدوم تھا پیدا نہ ہوتا عالمِ امکاں
کہ ہم ذراتِ فرشِ خاک ہو جائیں فنا ہو کر
اگر ذرات ہوتے بوسہ دیتے پائے انور پر،

فلک پر جس قدر تارے نظر آئے ضیا افگن،
الٰہی خاک کے ذرات پر قربان ہم ہو کر
فلک سے کہکشاں اب چاہتی ہے فرش پر آنا
یہ خواہاں ہے کہ یوں فرشِ زمیں پر سجدہ ریزی ہو

فلک پر ابرِ باراں جھومتا ہے مثلِ دیوانہ
کہ ہوتا زینت بخش آج میں بھی فرشِ خاکی پر
وہ دیکھو ہر طرف سے جھومتی بادِ بہار آئی
معطر کر دیا اہلِ جہاں کو خوشگوار آئی

وہ دیکھو کس طرح آئی ہے دریاؤں میں طغیانی
یہ کس کی یاد میں فرشِ زمیں نے غسل فرمایا
نظر آتا ہے فرشِ خاک سارا آج خضرائی
یہ کس کے واسطے ہے آج سامانِ فراوانی
یہ کس کی یاد میں امروز چڑیاں چہچہاتی ہیں
وہ دیکھو سر بکف صحراؤں میں آہو نظر آتے
چمن میں باردِگل امروز دیکھو کس طرح شاداں
عنادل طوطیاں نغمہ کناں ہیں بوستانوں میں
زمیں کا ذرہ ذرہ پیکرِ فرحت نظر آیا

وہ خواہاں ہیں جھڑیں ہم فرش پر با صورتِ احسن
کہ پھر زندہ ہوں اور مثلِ مہ کامل ہوں ہم اظہر
فنا فی الارض ہو کر خاک کے ذرات بن جانا
کہ خاکِ فرش میں مل کر ہمیشہ نور ریزی ہو،

گرا ہی چاہتا ہے خاک پر مانندِ مستانہ،
فدا ہوتا میں فرشِ خاک پر کر ڈالتا اخضر
لئے ہمراہ وہ بارانِ رحمت بار بار آئی،
کبھی دیوانہ وار آئی کبھی پروانہ وار آئی

نظر آتا ہے فرشِ خاک پر ہر سمت ہی پانی
مہ و پروین کو ذراتِ خاکی نے ہے شرمایا
یہ کس کے واسطے اشجار کرتے ہیں گل افشانی
کہ پہنا ہے ہر اک شے نے لباسِ نو عروسانی
چمن میں کوئلاں کس کی خوشی میں آج گاتی ہیں،
نظر میں شمع کو خود آج پروانے نہیں لاتے
کہ جنت میں ہیں جیسے غنچہ ہاؤ گل بہت فرحاں
کہ شامل کوئلاں اور قمریاں ہیں نعت خوانوں میں
چمن میں غنچہ و گل آج یہ کس کی خبر لایا

زمیں پر گر گئے بُت اور کعبہ بھی ہے خمیدہ
نظر آتا ہے اب سارا جہاں تمثالِ آئینہ
ہے پھیلا نور سب تحت الثریٰ سے فرش تک دیکھو
پرے باندھے کھڑے ہیں آسماں اور فرش پر سارے
منور ہو گیا عالم مبارک وہ زماں آیا،

ہماں بیدار شد قسمت چوں از دیرینہ خوابیدہ
زمیں سے عرش تک گویا بنا ہے نور کا زینہ
زمیں سے آسماں اور آسماں سے عرش تک دیکھو
مسرت کے بجے فرش و فلک پر آج نقارے
ظہورِ رحمتِ باری کا اک سیلِ رواں آیا،

منادی نے کہا اے فرشتو! ہوشیار ہو جاؤ
وہ دیکھو فخرِ عالم آ گئے سرشار ہو جاؤ

تمہیں کچھ علم ہے اے فرشتو وہ مصطفےٰ آئے
حبیبِ محترم اور پیشوائے انبیاء آئے

مبارک آمنہ تجھ کو وہ ختم المرسلیں آئے
ترے گھر میں جنابِ رحمۃ للعالمیں آئے

سلامی کے لئے اک نوریوں کی فوج آتی ہے
درِ والا پہ یوں آ کر بصد انداز گاتی ہے

سلام

سلام اے باعثِ ایجادِ مخلوقاتِ ربانی
سلام اے اصلِ موجودات و کائناتِ یزدانی

سلام اے آمنہ کے لال عینِ نورِ رحمانی
سلام اے صاحبِ لولاک جانِ بزمِ امکانی

سلام اے سرِ سبحانی سلام اے نورِ یزدانی
سلام اے ظلِ حق تفسیرِ تو آیاتِ قرآنی

سلام اے نورِ ایمانی سلام اے ظلِ رحمانی
سلام اے مہرِ تاباں اے چراغِ بزمِ امکانی

سلام اے رحمتِ عالم سلام اے جانِ عرفانی
سلام اے منبعِ فیضِ الٰہی، ماہِ تابانی

سلام اے صبحِ نورانی سلام اے لطفِ ربانی
سلام اے شافعِ عصیاں سلام اے شاہِ لاثانی

متاعِ خلقِ خالق اور ضیاءِ دارِ ظلمانی
نویدِ رحمتِ حق اور پیامِ عفوِ رحمانی

غلاموں کو سکھاتی تو نے خود آ کر جہاں بانی
معین کر دیئے تو نے حقوقِ مرد و نسوانی

سلام اے خاتمِ پیغمبراں اور ناسخِ ادیاں
درِ والا پہ جبریلِ امیں کرتا ہے دربانی

سلام اے عرشِ حق کو شانِ رحمت بخشنے والے
سلام اے شہسوارِ لامکاں از فضلِ ربانی

حقیقت کو تری کوئی بشر جانے تو کیا جانے
ترا حق خوب میداند خدا را خوب تو دانی

تو محتاجِ الٰہی سب جہاں محتاج ہے تیرا
کوئی عرشی و فرشی ہو کوئی خاکی و نورانی

تمہارے نورِ انور سے ہوئی کافور سب ظلمت
مٹا دنیا سے کفر و شرک آیا دورِ ایمانی

تصدق ہو ترے قدموں پہ تخت و تاجِ عالم کا
درِ اقدس سے کرتے ہیں ملائک خاک افشانی

فقیروں کو سبق تو نے پڑھایا بادشاہی کا
شہنشاہوں کو ہمدم گر بتائے ہیں فقیرانی

سلام اے رحمتِ عالم سلام اے عزّ و شاں والے
زمین و آسماں والے مکان و لامکاں والے

اطلاعات

۴ فروری کو بروز ہفتہ مولانا الحاج عارف نوجوان معین الملت پیر حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی، حاجی منصور احمد صاحب خالد اور شیخ محمد طفیل صاحب کے مکان پر تشریف لے گئے۔ شیخ محمد طفیل صاحب نے آپ کی آمد پر دلی عقیدت اور جوشِ مسرت سے مکان اور سامنے کی گلی کو برقی ٹیوبوں اور جھنڈیوں سے خوب سجایا ہوا تھا۔ اور جائے نزول کو خوبصورت نرم اور گداز فرش اور دلکش تکیوں سے مزین کیا ہوا تھا۔ آپ کی آمد پر شیخ صاحب نے شہر کے اکثر یارانِ طریقت اور دیگر احباب کو دعوت دی ہوئی تھی۔ جو بڑے شوق سے ضیافت میں شامل ہوئے اور حضور کے ساتھ کھانا تناول کیا۔ بعد ازاں رات کے گیارہ بجے تک محفل میلاد قائم رہی، اور مختلف نعت خوانوں نے نعت خوانی کی۔ حاضرین ہمہ تن گوش ہو کر بڑے ذوق سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ قریباً ۱۱ بجے سلام و قیام کے بعد دعائے خیر حضرت ممدوح الصدر نے کی۔ اور جلسہ برخاست ہوا۔ دوسرے روز دوپہر کے کھانے کا انتظام حاجی منصور احمد خالد کے مکان پر ہوا، انہوں نے بھی حسب استطاعت اظہار مسرت اور عقیدت میں کوئی دقیقہ نہیں اٹھا رکھا تھا۔ یہاں بھی شہر کے یارانِ طریقت کے علاوہ معززین شہر کو حاجی صاحب نے دعوت دی ہوئی تھی جنہوں نے آنحضور کے ساتھ کھانا کھایا جو بہت ہی پر تکلف تھا۔ آپ نے قریباً ایک ہفتہ قیام فرمایا اور پھر قریب رمضان کے سبب علی پور شریف چلے گئے۔ اس دوران میں آپ نے رسالہ انوار الصوفیہ کے رجسٹر کو دیکھا اور فرمایا موجودہ تعداد خریداروں کی ہماری جماعت کی کثرت کے اعتبار سے نہایت ہی قلیل ہے، پھر آپ نے ایک اعلان لکھ کر دیا کہ میری طرف سے رسالہ میں شائع کر دو۔ آپ کا اعلان اسی رسالہ کی کسی دوسری جگہ پر ملاحظہ فرمائیں اور اسی پر عمل کریں۔

(گوجرہ)

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین مولانا الحاج حافظ قاری صاحبزادہ پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے چھ خریداروں کا نقد چندہ مبلغ تیس روپے ارسال فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے لکھا ہے کہ میرے علاقہ میں رسالہ کی توسیع اشاعت اور اس کی خریداری کے متعلق میں نے یارانِ طریقت کو بڑی ترغیب و تلقین کی ہے، امید ہے وہ ماہنامہ "انوار الصوفیہ" کے دفتر میں اپنا چندہ ارسال کر کے رسالہ کے خریداروں کی فہرست میں اپنا نام درج کروائیں گے۔ ادارہ انوار الصوفیہ جناب محترم گرامی قدر کا خلوصِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے، آپ ایسے حضرات اور بزرگوں کی توجہ ہی اس رسالہ کی روح رواں ہے۔

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین معین الملت عارف نوجوان مولانا الحاج پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی نے ۲۳ خریداروں کا نقد چندہ یکصد روپیہ دورۂ قصور کے دوران میں اپنے ہاتھ مبارک سے عطا فرمایا اور مزید سیکڑوں خریدار دینے کا وعدہ فرمایا۔ ادارہ آپکا خلوصِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے۔ انشاء اللہ العزیز

آنجناب کی توجہ گرامی سے بہت جلد ماہنامہ انوار الصوفیہ اُفقِ صحافت کا بدرِ کامل ہو کر چمکیگا۔ دیگر معززین حضرات اور خلفاء گرامی قدر کو بھی چاہیئے کہ رسالہ کی توسیع اشاعت میں ان حضرات کی اقتداء و تقلید کریں۔

• ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور • کی توسیع اشاعت کیواسطے مولانا الحاج معین الملت، عارفِ نوجوان پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی کے تاثراتِ قلبیہ •

"میں نے مولانا غلام رسول گوہر مدیر ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور سے رجسٹر دیکھا جس میں خریداروں کے اسماءِ گرامی درج ہیں اگرچہ اس نشاۃِ ثانیہ میں جو ستمبر ۱۹۶۰ء سے شروع ہوئی ہے رسالہ نے اس قلیل عرصہ میں غیر معمولی ترقی کی ہے لیکن افسوس ہے کہ یارانِ طریقت کی بے پناہ کثرت کے اعتبار سے یہ تعداد جو میں دیکھ رہا ہوں نہایت قلیل ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے رسالہ کی اشاعت کئی ہزار ہو جائے اس لئے کہ یہ رسالہ میرے آقا و مولا حضرت امیرِ ملت قبلۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یادگار اور ان کا لگایا ہوا پودا ہے۔ یہ ایک روحانی درخت ہے جس کو حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لگایا تھا اور پھر اس کی آبیاری کی یہاں تک کہ بڑھا اور جوان ہوا۔ اب ہم خصوصاً ان کے عقیدت مندوں کا فرض ہے کہ اس کی آبیاری کریں تاکہ میدانِ صحافت میں کسی دوسرے رسالے سے پیچھے نہ رہ جائے یہ رسالہ پاک و ہند میں ہمارا واحد ترجمان اور علم تصوف کا علمبردار ہے جو تقریباً ترپن برس سے اپنی نورانی کرنوں سے ہمارے دلوں کو اور سینوں کو روشن کر رہا ہے۔ کبھی یہ شکایت ہوتی تھی کہ اس کا ٹائیٹل اچھا نہیں لکھائی چھپائی عمدہ نہیں، مضامین معیاری اور دلچسپ نہیں۔ اب تو بحمد اللہ برادرم گوہر صاحب کی سعی سے کسی حد تک یہ شکایت نہیں رہی ہے۔ ٹائیٹل بھی چار رنگ کے چار بلاکوں پر چھپتا ہے لکھائی چھپائی کا اہتمام بھی اچھا ہے۔ مضامین بہت مفید اور دلچسپ ہیں۔ قارئین کرام کے تعریفی خطوط سے یہ بات واضح ہوئی ہے اور میں نے خود بھی اپنے سفر کے دوران میں تمام یاروں سے جو رسالہ پڑھتے ہیں، رسالہ کی تعریف سنی ہے۔ گوہر صاحب کہتے ہیں کہ اب رسالہ نہ صرف یارانِ طریقت میں بلکہ جملہ اہلِ اسلام میں مقبولیت و محبوبیت کا ایک خاص مقام بنا رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہمارے یاروں نے سوائے چند بزرگوں کے اس کی اشاعت میں کوئی حصہ نہیں لیا۔ جن بزرگوں نے حصہ لیا ہے ان کے اسماءِ گرامی کا ذکر رسالہ کے صفحات میں گوہر صاحب بطورِ شکریہ کے کرتے رہے ہیں۔ میں ان کے حق میں دُعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے گلشنِ مراد کو اسی طرح سرسبز رکھے جس طرح انہوں نے انوار الصوفیہ کو سرسبز کیا ہے۔ میں اپنی ان چند سطور میں حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء کی خاص طور پر اس جانب توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے مریدین سے جب تک کم از کم ایک سو خریدار نہ بنائیں تب تک وہ اس اہم فریضہ سے اپنے آپ کو سبکدوش نہ سمجھیں، اگر ہم کوشش کریں تو ایک نہیں بلکہ کئی رسالے جاری کر سکتے ہیں۔ ہم کوئی ضعیف نہیں ہیں اور حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صدقہ ہر قسم کی نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ رسالہ کا معیار بلند کرنا کثرتِ اشاعت پر موقوف ہے، آخر میں جملہ یارانِ طریقت اور بالخصوص خلفاء سے درخواست ہے کہ اگر میری اس اپیل کو درخورِ اعتنا سمجھتے ہیں تو خریداروں کو فہرستیں مرتب کر کے مجھے ارسال کریں تاکہ میں معلوم کر دوں کہ آپ نے کتنا کام کیا ہے۔ فقط والسلام

سید حیدر حسین شاہ جماعتی نقشبندی
علی پور سیداں

•

سرکارِ دیں صلے اللہ علیہ وسلم

مولانا عطاء المصطفیٰ ابن مدینہ کا طیبہ

جو شاہِ دیں کے گوشۂ داماں کو پا گئے
وہ بارگاہِ رحمتِ یزداں میں آ گئے

در سے نبی کے درد کا درمان پا گئے
جو بھی وہاں مریضِ غم لا دوا گئے

منگتے جو بر درِ شہِ ہر دو سرا گئے
سرکارِ دیں سے پا وہ طلب سے سوا گئے

جس راہ سے جناب حبیبِ خدا گئے
چاروں طرف پہ رحمتیں اپنی لٹا گئے

جس پہ کرم کیا اسے داتا بنا گئے
جس پہ نگاہ ڈال دی حق سے ملا گئے

قطروں کو مثلِ بحر روانی عطا ہوئی
ذروں کو مثلِ ماہ وہ کر پُر ضیا گئے

اسرارِ دہر اس کی نظر پر عیاں ہوئے
جس کو رسولِ پاک نظر سے پلا گئے

اللہ مرتبہ شہِ عالی وقار کا
در پر نبی کے شاہ بھی بن کر گدا گئے

ہم نابکار بندوں کو بخشانے اے جمیل
فرشِ زمیں سے وہ سوئے عرشِ علا گئے

(حمایت علی خاں صاحب۔ اثیم متعلم ملتان)

اہل سنت والجماعت کی پہچان یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :-

وتفرق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الا امۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی ۔

ترجمہ : میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، سب دوزخی ہیں مگر ایک فرقہ ! صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ وہ جنتی کون ہے ۔ فرمایا جو عمل کرے میری سنت پر اور لازم پکڑے جماعت صحابہ کو "

بس یہی لوگ اہلسنت والجماعت کہلاتے ہیں اور یہی ان کی پہچان ہے ۔

بمصداق پیشنگوئی فرقہائے باطلہ مبتدعہ ہویدا ہوئے مثل معتزلہ ۔ قدریہ جبریہ مجسمہ جہمیہ لا ادریہ فسطائیہ وغیرہ کے حق پر اہل السنت والجماعت ہے اور فرقہ ناجیہ بھی یہی ہے جیسے کہ چند ارشادات علماء ہیں :-

(۱) وھذہ الطائفۃ الناجیۃ قد اجمعت الیوم فی المذاھب الاربعۃ وھم الحنفیون والمالکیون والشافعیون والحنبلیون ومن کان خارجاً من ھذہ المذاھب الاربعۃ فی ذالک الزمان فھو من اھل البدعۃ والنار (عقود الجواھر المنیفہ)

ترجمہ : یہ طائفہ ناجیہ مذاہب اربعہ میں منحصر ہے اور وہ حنفی ہیں اور مالکی ہیں اور شافعی ہیں اور حنبلی ہیں اور جو ان چاروں مذہبوں سے خارج ہو وہ بدعتی دوزخی ہے

(۲) والناس الان مطبقون علی ان اصحاب السنۃ والجماعت فھم اھل المذاھب الاربعۃ مثل ابی حنیفۃ ومالک والشافعی واحمد

ترجمہ : تمام لوگوں کا اتفاق ہے کہ اہلسنت والجماعت، چاروں مذاہب والے ہیں جیسے امام ابو حنیفہ و امام مالک و شافعی و احمد رضی اللہ تعالےٰ عنہم ۔

(۳) امام ابن ہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں ، فتح المبین ص ۳۷۴

انعقد الاجماع علی عدم العمل بالمذاھب المخالفۃ لائمۃ الاربعۃ

ترجمہ ، اجماع ہو چکا ہے کہ جو مذہب ان چاروں مذہب کے علاوہ ہیں ان پر عمل کرنا جائز نہیں ۔

علامہ ابن حجر مکی شافعی' فتح المبین شرح اربعین میں فرماتے ہیں ۔ فتح المبین ص ۳۷۴

(۴) اما فی زماننا فقال ائمتنا لا یجوز تقلید غیر الائمۃ الاربعۃ ابی حنیفۃ والشافعی ومالک واحمد بن حنبل ،

ترجمہ : ہمارے زمانے میں ائمہ شافعیہ نے فرمایا کہ ان چاروں اماموں ۔ امام ابو حنیفہ ، امام شافعی ، امام مالک اور امام احمد کے علاوہ کسی کی تقلید جائز نہیں ۔

امام الحرمین، برہان میں فرماتے ہیں فتح المبین صفحہ ۳۷۳

(۵) بل علیہم ان یتبعوا الائمۃ الاربعۃ

ترجمہ: بلکہ لوگوں پر واجب ہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کریں۔

(۶) حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں، فتح صفحہ ۳۷۸

ان ہذہ المذاہب الاربعۃ المدونۃ المحررۃ قد اجمعت الامۃ ومن یعتد بہ منہا علی جواز تقلیدہا الی یومنا ہذا وفی ذالک من المصالح ما لا یخفی "

ترجمہ: اس امت اور معتبر ہستیوں نے اجماع کر لیا ہے، کہ چاروں مذہب جو مدون ہو چکے ہیں تحریر میں آ چکے ہیں ان کی تقلید جائز ہے اس میں بڑی بڑی دینی مصلحتیں ہیں

(۷) پھر عقد الجید میں فرماتے ہیں فتح صفحہ ۳۷۵

اعلم ان فی الاخذ بہذہ المذاہب الاربعۃ مصلحۃ عظیمۃ وفی الاعراض عنہا مفسدۃ کبیرۃ ولیس مذہب فی ہذہ الازمنۃ المتاخرۃ بہذہ الصفۃ الا ہذہ المذاہب الاربعۃ

ترجمہ: یاد رکھو کہ ان چاروں مذہب پر عمل کرنے میں بڑی حکمت ہے اور ان سے اعراض کرنے میں بڑا فساد ہے اور کوئی مذہب اس پچھلے زمانہ میں اس صفت کا نہیں جو صفت، ان چاروں مذہبوں میں ہے۔

(۸) پھر دوسری جگہ فرماتے ہیں۔ از فتح صفحہ ۳۸۱

لما اندرست المذاہب الحقۃ الا ہذہ الاربعۃ اتباعہا کان اتباعاً للسواد الاعظم والخروج عنہا خروجاً عن السواد الاعظم

ترجمہ: جب کہ اہل سنت کے اور مجتہدین کے مذہب حق بسبب عدم تدوین اور تحریر باقی نہ رہے سوا ان چاروں کے تو ان کا اتباع کرنا سواد اعظم کا اتباع ہے اور ان سے خارج ہونا سواد اعظم کا ترک کرنا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد پاک ہے:

اتبعوا السواد الاعظم، سواد اعظم کا اتباع کرو

(۹) تفسیر احمدی میں ہے، فتح صفحہ ۳۸۳

والانصاف ان انحصار المذاہب فی الاربع واتباعہم فضل الٰہی وقبولیۃ من عند اللہ تعالیٰ لا مجال فیہ للتوجیہات والادلۃ

ترجمہ: انصاف کی بات یہ ہے کہ مذہب حق کا انہیں چاروں میں منحصر ہونا اور ان کا اتباع فضل الٰہی اور خدا کی جانب سے قبولیت کی دلیل ہے۔

(۱۰) حضرت مولانا عبد الحی غیث الغمام میں فرماتے ہیں:-

وفیہ اشارۃ الی ان انحصار المسالک فی المذاہب الاربعۃ المشہورۃ فی الازمنۃ المتاخرۃ امر الٰہی وفضل ربانی لا احتیاج الی اقامۃ الدلیل علیہ

ترجمہ: مذاہب اربعہ کا منحصر ہونا اس پچھلے زمانے میں صرف حکم و فضل خدا ہے اس پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں

ان تمام عبارات نے ہم کو بتلا دیا کہ ان چاروں ہی میں سے ایک کی تقلید کرنی واجب ہے ان کے سوا کوئی اس وقت تقلید کے قابل نہیں ہے کہ پانچواں شمار کیا جائے۔

جن اہل قلم حضرات کے مضامین قریبی اشاعت میں بوجہ گنجائش نہ ہونے کے شائع نہ ہوں، ان کے مضامین آئندہ اشاعت تک مؤخر کیے جاتے ہیں۔ (ایڈیٹر)

نعت شریف

سمیع نوشہروی

اے محبوبِ حق مصطفےٰ کملی والے
تری ذات نورٌ علےٰ کملی والے

مجھے اپنا شیدا بنا کملی والے
مری جان تم پر فدا کملی والے

بلایا تمھیں حق نے عرشِ بریں پر
تری شان صلّے علےٰ کملی والے

خدا خود ثنا گر ہے واللیل میں جب
کرے کوئی توصیف کیا کملی والے

زباں پر ہو اس وقت بھی نام تیرا
ہو جب روح تن سے جدا کملی والے

یہی آرزو حاصلِ زندگی ہے
مجھے جلد طیبہ بلا کملی والے

جسے رشکِ جنت بنایا خدا نے
مدینہ وہ اپنا دکھا کملی والے

ترے در پہ پہنچا جو بن کر سوالی
ہوئے دونوں عالم عطا کملی والے

سمیع پر ہو نظرِ کرم میرے آقا
درِ پاک کا ہے گدا کملی والے

مولانا الحاج، سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہ علی پور شریف

ولی ولایت سے مشتق ہے۔ جس کے معنی دوست کے ہیں۔ اگر اس کی اضافت اللہ کی طرف ہو تو اس کے معنی اللہ کے دوست کے ہوں گے۔ اور اگر اس کی اضافت اس کے غیر کی طرف ہو تو اس کے معنی غیر کے دوست کے ہوں گے خواہ وہ کوئی ہو۔

ہم نے یہاں ان اوراق میں ولی اللہ سے بحث کرنی ہے کہ ولی کن اوصاف کا حامل ہوتا ہے جن سے وہ غیر ولی اللہ سے ممتاز اور الگ ہو جائے۔ کیونکہ جہاں ایک چیز کا دوسری چیز سے اشتباہ و التباس پیدا ہو جائے وہاں اس التباس کا ارتفاع ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ علم صرف میں جب کسی ایک صیغہ کا التباس دوسرے صیغہ سے آتا ہے تو اس کا رفع کرتے ہیں یا جیسے انسان کا وصف حیوانیت میں دیگر حیوانوں سے اشتراک ہے تو اس کو عام حیوانوں سے تمیز دینے کیواسطے اس کی حیوانیت کے ساتھ ناطق کی فصل بیان کرتے ہیں۔ کہ انسان حیوانِ ناطق ہے۔ اور اس کے ماسوا جو حیوان ہیں وہ ناطق نہیں یا جب منافقوں نے اپنی ظاہریت کے ساتھ مسلمانوں کو کہا کہ ہم میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ہے، جن باتوں کو تم مانتے ہو ہم بھی مانتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں زکوٰۃ، جہاد ایسے اعمال شاقہ کے بجا لانے کے احکام نازل کر دیئے۔ کہ اگر تم بھی مخلص اور صادقین مسلمانوں کی مانند ہو تو پھر تم بھی اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور ان کی طرح ہر حال میں شمع اسلام پر پروانوں کی طرح جانیں قربان کرو، انفروا خفافا وثقالا (الآیہ) لیکن وہ ان احکام کی بجا آوری میں کامیاب نہ ہوئے۔ اسی طرح اولیاء الرحمان کا کئی باتوں میں اولیاء الشیطان کے ساتھ اشتباہ و اشتراک موجود ہے مثلاً بعض بندے ہوا و ہوس لباس، اور شکل و صورت اور گفتگو اور زہد و تقشف اور ریاضات و مجاہدات اور تصرفات و کرامات میں اولیاء اللہ کے ساتھ اشتباہ پیدا کر کے عوام کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں اور عوام ان کو اولیاء اللہ یقین کر کے ان کے پیچھے لگ کر صراطِ مستقیم سے بھٹک جاتے ہیں اس لئے ضروری ہے کہ جو نفوس قدسیہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء ہیں حق میں قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "ان پر خوف ہو گا نہ غم ہو گا" ان کے صفات خاصہ کو بیان کیا جائے تاکہ ان کی شناخت میں کوئی مسلمان دھوکہ نہ کھائے۔ اور اولیاء الرحمٰن کی بجائے اولیاء الشیطان کے پیچھے لگ کر خرمنِ ایمان کو ضائع نہ کرے۔ قرآن حکیم کے مطالعہ کرنے والے پر یہ حقیقت مخفی نہیں ہے کہ ولی اللہ وہ شخص ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی روشنی

میں دینِ اسلام کی جمیع خوبیوں کا جامع اور جو چیز اسلام کی رو سے غیر مرضی اور بُری ہے اس سے محترز اور مجتنب ہو۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ وہ مومن، متقی، صادق اور صالح اور خوش اخلاق ہو۔ فاسق و فاجر، راشی خائن، ظالم و بدکردار، بدخو اور کاذب نہ ہو اور عام اعمالِ قبیحہ اور خصائلِ سیئہ سے دُور ہو اور اپنے نفس کے واسطے کوئی کام نہ کرے۔ بلکہ وہ جو کچھ بھی کرے خدا ہی کے واسطے کرے، یہاں تک اس کی حب اور بغض محض اللہ ہی کے واسطے ہو۔

اب ہم ذیل میں محققین علماء کی تصریحات و توضیحات کو لاتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ہمارے محققین بھی انہیں نفوس کو اللہ کا ولی جانتے ہیں جن میں صفات مذکورۂ بالا پائی جائیں۔ شرح عقائد نسفی میں ہے:

الولی هو العارف بالله تعالیٰ وصفاته بحسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماك فی اللذات والشهوات

ترجمہ: ولی وہ شخص ہے جو اللہ تعالےٰ کا اور اس کی صفات کا حتی المقدور عارف اور طاعات پر مواظبت کرنے والا اور گناہوں سے اجتناب کرنے والا ہو۔ اور لذتوں اور شہوتوں کے استغراق سے منہ پھیرنے والا ہو۔

نبراس صفحہ ۴۷۵ میں ہے:

حتی انه یخرج بالکبائر واصرار الصغیرة عن الولایة

یہاں تک کہ وہ کبیرہ کے ارتکاب اور صغیرہ پر اصرار کرنے سے ولایت سے نکل جاتا ہے یعنی معاصی سے اس کا اجتناب اس حد تک ضروری ہے کہ اگر وہ کسی کبیرہ کا ارتکاب کریگا یا کسی صغیرہ پر اصرار کریگا تو وہ ولی نہیں رہے گا۔ نیز لکھا ہے کہ لذات و شہوات سے وہ لذتیں اور شہوتیں مراد ہیں جو مباح ہیں ان میں انہماک اور استغراق نہیں ہونا چاہیئے ورنہ ہر لذت والی اور مرغوب چیز سے اجتناب کرنا طریقۂ محمدیہ نہیں ہے۔ مطلب یہ ہے ولی بندۂ ہوا و ہوس کی طرح لذات و شہوات میں نہ مستغرق و راغب ہوتا ہے اور نہ لذات و شہوات کے حصول کے واسطے سرگرداں اور سرگرم جستجو ہوتا ہے۔

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے، جب تک انسان کا نفس اخلاق ردیہ سے پاک نہ ہو معارفِ الٰہیہ کے لائق نہیں ہوتا، اگرچہ علم و عقل کتنا ہی کامل کیوں نہ ہو جیسا کہ شیطان نے نفس کی خباثت کے سبب بہ تکرار نافرمانی کی اگرچہ اس کے کمالِ علم و عقل میں شبہ نہیں۔ ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ سالک کو چاہیئے کہ وہ طبیعت کے مقتضا کو چھوڑ دے اور کھانے پینے میں قدرِ کفایت پر اکتفا کرے اور ایسی چیز کے پیچھے نہ پڑے جس چیز کی طبیعت خواہش کرتی ہے۔ اس لئے کہ خیر اس کے خلاف میں ہے۔ اور نفس کی تربیت اس طرح ہوتی ہے کہ سالک مال اور اولاد کی محبت سے اجتناب کرے اس لئے کہ یہ دونوں چیزیں فتنہ ہیں۔

ان ہر دو عبارتوں سے اوپر کی بات جو شرح عقائد اور نبراس کے حوالہ سے لکھی ہے، مؤید اور مصدق ہو گئی۔ اس لئے کہ ولی کے واسطے تزکیۂ نفس اور سلوک ضروری امر ہیں اور یہ دونوں اخلاق ردیہ کی ترک جن کی طرف ہم نے پہلے اشارہ کر دیا ہے اور کھانے پینے میں تکلف نہ کرنے سے حاصل ہوتی ہیں۔

علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک واقعہ اپنی کتاب نزہۃ المجالس جلد اول کے صفحہ ۵ پر نقل کیا ہے جس سے اولیاء اللہ کی صفات پر

روشنی پڑتی ہے۔ وہ قصہ یہ ہے کہ :۔

" حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا گزر ایک قوم پر ہوا جو اللہ کی عبادت میں لگی ہوئی تھی، آپ نے پوچھا تم عبادت کیوں کر رہے ہو؟ انہوں نے کہا اس اُمید پر کہ ہمیں جنت ملے اور نار سے نجات پائیں، آپ نے فرمایا تم ایک مخلوق سے امید رکھتے ہو اور ایک مخلوق سے ڈرتے ہو لہٰذا تم بھی ولی نہیں یعنی جس کی اُمید اور خوف غیر اللہ سے متعلق ہو اس کا مقام ولایت سے کوئی تعلق نہیں ہے، پھر آگے گئے تو ایک دوسری قوم کو دیکھا وہ بھی عبادت میں مصروف ہے، آپ نے ان سے بھی پوچھا کہ تم عبادت کیوں کرتے ہو، انہوں نے کہا، ہم اللہ کی عبادت اس کی محبت اور اس کی جلال کی تعظیم کے واسطے کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انتم اولیاء امرت ان اکون معکم، تم ہی اللہ کے اولیا ہو اور مجھ کو تمہارے ساتھ رہنے کا حکم ہوا ہے

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو کہا میرے دوستوں کو دیکھ کہ انہوں نے تمہیں کس طرح چھوڑ دیا ہے "

دنیا نے کہا تو ان پر بلا کو نازل کر اگر وہ اس پر صبر کریں گے تو سچے ہیں ورنہ جھوٹے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر بلا کو نازل فرمایا، انہوں نے مرحبا مرحبا کہا، اور خندہ پیشانی سے اس کو اٹھا لیا اور ذرا بھی ناگواری کا اظہار نہ کیا۔ بلا نے چلا کر کہا : یا رب الغوث، یا رب الغوث، اے رب، فریاد فریاد، ان لوگوں نے اپنی سانسوں کے ساتھ مجھ کو جلا دیا ہے۔ اللہ نے بلا کو ان سے اٹھا لیا۔ اس کے بعد جنت نے کہا اے میرے رب اگر یہ مجھ کو دیکھ لیں تیری خدمت سے یہ میرے ساتھ مشغول ہو جائیں۔ اللہ نے جنت سے پردہ اٹھا دیا، انہوں نے اس سے منہ پھیر لیا، جنت نے کہا اے میرے رب اگر تیرے اولیاء مجھ سے راضی نہیں ہیں تو میں ان سے راضی ہوں۔ اگر یہ مجھ کو نہیں چاہتے تو میں ان کو چاہتی ہوں۔ اللہ نے فرمایا یہ لوگ میرے واسطے ہیں اور میں ان کے واسطے ہوں۔ کوئی مشارکت ان میں میرے ساتھ شریک نہیں ہو سکتا۔ (نزہۃ المجالس ص۔ جلد اول)

امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیت،

"رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله

وہ ایسے مرد ہیں جن کو اللہ کے ذکر سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ بیع " میں فرماتے ہیں :

حقیقت میں اولیاء اللہ ہی ہیں جن کے سرائر و بواطن کو غیر اللہ کی طرف رجوع ہونے سے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے۔ ان کو اپنی طرف نہ دنیا اور اس کی زیب و زینت مشغول کرتی ہے اور نہ آخرت اور اس کی نعمتیں "

ان عبارتوں کا ماحصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے افعال و اقوال حرکات و سکنات، نشست و برخاست اللہ ہی کے واسطے ہوتی ہے، ان کی عبادت اور ذکر و فکر اور تمام اعمال ریا و سمعہ اور نمود و نمائش سے قطعاً خالی ہوتے ہیں۔ وہ نفس اور اس کے تقاضوں سے کوئی واسطہ نہیں رکھتے۔

ایک شخص نے شیخ محمد قاضی کرانہ رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کہ حصول ولایت اور علم لدنی کے اسباب کیا ہیں۔ جناب قاضی صاحب اس کے جواب میں رقمطراز ہیں۔ کہ ولایت جو قرب و معیت سے عبارت ہے محبت کا ثمرہ ہے جیسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

المرء مع من احب آدمی اس شخص کے ساتھ ہے

جس سے اس کی محبت ہے"

محبت دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ ایک اجتبا جس کو اصطلاح صوفیہ میں جذب کہتے ہیں یعنی محبت اور کشش حق کی جانب سے ہو، خواہ بلا واسطہ ہو جیسے انبیا کو ہوتی ہے۔ یا شیخ کامل اور مکمل کہ وہ پیغمبر اور نائب پیغمبر ہوتا ہے کے نفس کی تاثیر کے واسطہ سے ہو،

دوسری چیز انابت ہے جس کو سلوک کہتے ہیں یعنی زہد و ریاضت، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب

(اللہ چن لیتا ہے اپنی طرف جس کو چاہتا ہے۔ اور ہدایت دیتا ہے اپنی طرف اس شخص کو جو رجوع کرے) جذب سلوک کے دونوں طریق پر دلیل ہے۔ اور صحابہ کا فعل تمام امت پر اس امر کی دلیل ہے کہ شیخ کامل کی صحبت وصول الی الحق کے راستوں سے بہت قوی راستہ ہے۔ حق تعالیٰ کا قول:-

اتبعونی یحببکم اللہ اور حدیث قدسی:

لایزال عبدی یتقرب الی بالنوافل حتی احببتہ

اس امر پر دلیل ہے کہ اتباع رسول اور نوافل موجب محبت اور وسیلۂ قرب ہیں۔ خلاصہ اس تقریر کا یہ ہے کہ صحبت کی تاثیر اور شیخ کامل و مکمل کی ہمت، اور اعمال صالحہ سے جو شیخ کی تجویز کے مطابق ہوں۔ ولایت حاصل ہوتی ہے

(کلمات طیبات فارسی ص ۱۲۴)

قاضی صاحب کی عبارت مذکورہ میں یہ حقیقت بے نقاب ہو جاتی ہے کہ حصول ولایت میں محبت بخدا اور قرب، معیت کا ہونا ضروری ہے اور اس کے واسطے اصل اساس شیخ کامل کی صحبت۔ اور اتباع رسول اور نوافل کے ساتھ غیر معمولی شغف و استغراق و انہماک، اور اعمال صالحہ کا بجا لانا ہے۔ جس کو شیخ کامل و مکمل تجویز کرے

اس سے آگے اس سوال کے جواب میں کہ حصول ولایت اور علم لدنی پر ثمرات کیا حاصل ہوتے ہیں، لکھتے ہیں، کہ

"قرب الٰہی اور تعلق علم حضوری دائمی ذات وصفات کے مراتب کے ساتھ ولایت کے اعلیٰ فوائد سے ہے اور نیز یہ فائدہ بھی ہے کہ اعمال صالحہ اور اتباع سنت بے اختیار اس کی طبیعت کو مرغوب ہوتی ہے، اور مکروہات شرعی بالطبع طبیعت کو ناپسند ہوتے ہیں۔ اور تکلیفات شرعیہ کی کلفت اس سے ساقط ہو جاتی ہے۔ یعنی احکام شرعیہ اور فرائض دین کی بجا آوری میں اس کو تکلیف ہی نہیں ہوتی جس طرح طبعی اشیاء کو پورا کرنے میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی

اس سے معلوم ہوا جس شخص کا یہ حال نہیں ہے کہ تکلیفات شرعیہ اس سے بے کلفت صادر ہوں، اور مکروہات شرعیہ سے اس کو نفرت ہو، وہ ولی نہیں ہے۔ بلکہ وہ بندۂ ہوا و ہوس ہے۔ ایسے لوگ صوفیائے کرام کے گروہ کو بدنام کرنے والے اور شیطان کے مسخر اور چیلے ہیں ایسے لوگوں سے دور دور رہنا چاہیئے، مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت:

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

کی تفسیر میں، اولیاء اللہ کی تعریف اپنے ان لفظوں میں کرتے ہیں، ھم الذین یذکر اللہ لرؤیتہم، اولیاء اللہ وہ ہیں جن کے دیکھنے سے اللہ کی یاد حاصل ہو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث کے الفاظ:

ھم الذین اذا رؤا ذکر اللہ اس کے مترادف اور مؤید ہیں۔ اب یہ سوال زیر غور ہے کہ اولیاء اللہ

کے دیکھنے سے اللہ کی یاد کیوں آتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے
کہ ان کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرب و معیت اور محبت کا تعلق ہے
اس لیے جب ہماری نگاہ ان کے رُخِ انور پر پڑتی ہے، تو
ہمارے قلوب میں اللہ کا ذکر پیدا ہوتا ہے، بعض صوفیوں نے
اولیاء اللہ کی تعریف یوں کی ہے:

الذین آمنوا وکانوا یتقون اولیاء اللہ وہ ہیں
جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا، یعنی
ایمان لانے کے بعد طاعات کو بجا لاتے ہیں اور نواہی و محرمات
سے اجتناب کرتے ہیں۔ اور بعض نے کہا، اولیاء اللہ وہ
ہیں جو محض اللہ ہی کے واسطے آپس میں ایک دوسرے سے
محبت کرتے ہیں، یہ خصلت بھی انہیں لوگوں کو حاصل ہوتی
ہے جو معرفت الٰہی اور طاعات اور اجتناب معاصی سے مقام
ولایت پر فائز ہوتے ہیں۔

وقال ابوبکر الاصم اولیاء اللہ ھم الذین
تولی اللہ ہدایتھم وتولوا القیام بحق العبودیۃ
والدعوۃ الیہ"

ابوبکر اصم نے کہا اللہ کے ولی وہ ہیں جن کا اللہ
دوست ہوا، ان کو ہدایت دینے کے ساتھ اور وہ اللہ کے
دوست ہوئے اس کا حق عبودیت بجا لانے اور اس کی
طرف دعوت دینے کے ساتھ، یعنی اللہ ان کا ولی ہے اور
اس کی ولایت اور محبت یہ ہے کہ اس نے ان کو ہدایت دی
اور وہ اللہ کے ولی ہیں اس کا مفہوم یہ ہے کہ وہ اس
کی بندگی کے فرائض ادا کرتے ہیں اور لوگوں کو اس کی عبادت کی
طرف بلاتے ہیں۔ بعض نے کہا:

اصل الولی من الولایۃ وھو القرب والنصرۃ فولی
اللہ ھو الذی یتقرب الی اللہ بکل ما افترض
علیہ ویکون مشتغلاً باللہ مستغرق القلب فی
معرفۃ نور جلال اللہ فان رای رای دلائل قدرتہ
اللہ وان سمع سمع آیات اللہ وان نطق نطق
بالثناء علی اللہ وان تحرک تحرک فی طاعۃ اللہ
وان اجتھد اجتھد فیما یقربہ الی اللہ لا یفتر عن
ذکر اللہ ولا یری بقلبہ غیر اللہ فھذا صفۃ اولیاء
اللہ

ترجمہ: ولی ولایت سے مشتق ہے جس کے
معنی قرب اور نصرت کے ہیں۔ پس اللہ کا ولی وہ ہے جو
اللہ کی طرف ہر اس چیز کے ساتھ قرب چاہتا ہے جس کو
اللہ نے فرض کیا، اور وہ اللہ ہی کے ساتھ مشغول اور
اس کے جلال کے نور کی معرفت میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے۔
چنانچہ اگر وہ دیکھتا ہے تو اللہ کی قدرت کے دلائل دیکھتا
ہے۔ اور اگر وہ سنتا ہے تو اللہ کی آیات کو سنتا ہے
اور اگر بولتا ہے تو اللہ پر ثناء کرنے کے ساتھ بولتا ہے
اور اگر حرکت کرتا ہے تو اللہ کی طاعت میں کرتا ہے اور
اگر سوچتا ہے تو اس چیز میں سوچتا ہے جو اس کو اللہ
کے قریب کرے وہ اللہ کے ذکر سے سست نہیں ہوتا
اور نہ اپنے دل کے ساتھ غیر اللہ کو دیکھتا ہے پس یہ صفت
ہے اللہ کے ولیوں کی"

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

"ولایت، اصل میں حق تعالیٰ کے رازوں
سے ایک راز ہے اور ہر شخص اس کا اہل
نہیں ہوتا کہ اس پر اس کے رازوں کا انکشاف
ہو" (کشف المحجوب)

ابو علی جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے:-

"ولی وہ ہوتا ہے جو اپنے حال سے فانی اور
خدا کے مشاہدے میں باقی ہو، اور اس کو
اپنے حال سے خبر دینا اور بجز اللہ کے کسی اور

کے ساتھ اس کو آرام پانا ممکن نہیں ہوتا۔"

حضرت ابراہیم ادھم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا،
"ولی وہ ہوتا ہے: جس کی دل توجہ صرف اللہ ہی کی طرف ہو اس کے غیر کی طرف نہ ہو" (کشف المحجوب)

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے
"دل خوف اور غم اور امید سے آزاد ہوتا ہے اور اس کی رضا برضائے حق ہوتی ہے"

حضرت بایزید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-
"ولی وہ ہوتا ہے جو امر و نہی پر صبر کرتا ہے"
یعنی ہر کلفت اور صعوبت جو احکام شرعیہ کے کرنے اور معاصی سے بچنے میں اس کے سامنے آتی ہو اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے۔

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا:-
"مرد کامل یعنی اللہ کا ولی وہ ہے جو پندرھویں درجہ میں پہنچے اور اگر مردہ کے لئے دعا کرے تو وہ زندہ ہو جائے" (ملفوظات حضرت سلطان المشائخ)

شیخ محی الدین ابن عربی کا قول ہے:-
"ولی وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے اخلاق سے متخلق ہو اور اپنے آپ سے فنا ہو کر اس کے ساتھ ہو" (فص عزیزیہ)

نیز وہ اس فص میں رقمطراز ہیں:
"ولایت اللہ کی صفت ہے اور ہمیشہ باقی رہنے والی ہے۔ حتیٰ کہ دار الآخرۃ میں نبی و رسول کا امر نبوت ختم ہو جائے گا لیکن ان کی صفت

نعت شریف

حامد حسن قادری، از کراچی

جب سنا کوئی طیبہ کو جانے لگا
دل تڑپنے لگا، تلملانے لگا

تیرے محبوب کے در پہ آئے اجل
میری مٹی کو یا رب ٹھکانے لگا

آ کے جنت میں پھر کوئی جاتا نہیں
آ کے روضے پہ پھر کیوں میں جانے لگا

صدقہ مخمور آنکھوں کا پھر اک نظر
ہوش مستوں کو تیرے پھر آنے لگا

چھوڑ گھر بار حامد مدینے کو چل
دیر کر کے نہ حیلے بہانے لگا

ترجمہ
سلسل

گوہر

یہ کتاب جس کا نام، جذب القلوب الی دیار المحبوب ہے، سترہ بابوں میں منحصر ہے پہلا باب اس بڑی شان والے شہر کے ناموں میں ہے، اللہ اس کو عزت اور شرافت میں زیادتی دے، دوسرا باب اس کے فضائل اور خوبیوں کے ذکر میں جو احادیث اور آثار سے ثبوت کو پہنچے ہیں۔ تیسرا باب ان لوگوں کے اخبار میں، جو قدیم اور پرانے زمانہ میں اس کی کرامت کے نشان والی جگہ میں رہتے تھے۔ چوتھا باب سرور کائنات کے اس شہر جامع البرکات (برکتوں کے جمع کرنے والے) میں تشریف آوری فرمانے کے باعث اور موجب میں، پانچواں باب سید المرسلین خاتم النبین، (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مکہ معظمہ سے اس پاک شہر کی طرف ہجرت فرمانے میں، چھٹا باب مسجد شریف نبوی اور دوسرے مقامات شریفہ کی عمارت کے بیان میں ساتواں باب مجمل طور پر ان احوال کے بیان میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسجد شریف میں حسب مصلحت زمانہ تبدیلیاں اور زیادتیاں ہوئیں۔ آٹھواں باب، مسجد شریف اور روضۂ مطہرہ کے بعض فضائل کے بیان میں۔ نانواں باب مسجد قبا اور دوسری مسجدوں کے بیان میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں تعمیر ہوئیں۔ دسواں باب ان تبرکات کے آثار میں جو حضور رنائف النور کے شرف کی نسبت سے مشہور ہیں۔ گیارھواں باب ان جگہوں کے بیان میں جو مکہ اور مدینہ کے درمیان مشہور ہیں۔ بارھواں باب مقبرہ شریفہ بقیع اور اس کی قبروں کے بیان میں، تیرھواں باب جبل احد اور شہداء احد رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین، کے بیان میں، چودھواں باب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت اور انبیاء علیہم السلام کی حیات کو ثابت کرنے کے بیان میں۔ پندرھواں باب قبر شریف کی زیارت کے بیان میں کہ واجب ہے یا مستحب ہے اور آنجناب جنت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے توسل اور استمداد کے بیان میں۔ سولھواں باب سید الآنام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کے آداب اور اس بلند مرتبہ جگہ میں اقامت کرنے اور پھر خیریت کے ساتھ وطن کو رجوع کرنے کے بیان میں۔ سترھواں باب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کے آداب اور اس چیز کے بیان میں جو اس باب سے متعلق ہیں۔

واللہ الملہم للصواب والیہ المرجع والمآب

پہلا باب مدینہ مطہرہ کے ذکر اور اس بزرگ اور نورانی شہر کے القاب میں اللہ اس کو عظمت اور بزرگی میں زیادہ کرے۔ جان لو! کہ ناموں کی زیادتی مسمّیٰ کے شرف اور عظمت پر دلالت کرتی ہے۔ جیسے کہ اللہ تعالےٰ عزشانہٗ کے اسماء ہیں، اور حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ وسلم کے اسمائی زیادتی سے اس بات پر دلیل پکڑ سکتے ہیں حضور نما

جب کہ ہر ایک اسم ایک شریف اور بزرگ ماخذ سے مشتق اور ایک صفتِ عظیم کے ثبوت سے آگاہ کرنے والا ہو، شہروں سے کوئی شہر ایسا نہیں ہے جس کے نام اس حد تک کثرت کو پہنچے ہوں جس حد تک مدینہ شریف کے نام پہنچے ہیں۔ بعض عالموں نے مدینہ شریف کے اسماء شریف بڑی محنت سے ڈھونڈ کر ایک سو، اور بعض نے اس پر کچھ زیادہ اور بعض نے اس سے کچھ کم بتائے ہیں۔

ان اوراق میں صرف وہی نام لائے جائیں گے جو اس شہر کی عزت و عظمت پر کامل اور ظاہر دلالت کرتے ہیں۔ پس میں اللہ تعالیٰ کے اسمِ عظیم کے ساتھ شروع کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ کہ اس شہر کے مرغوب ناموں سے جو سیّد کائنات کو محبوب اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کرامت آیات سے منصوص ہے۔ وہ

طابہ ہے جو موحدہ کے تخفیف اور طیبہ مثناۃ کے سکون اور طیبہ مثناۃ کی تشدید کے ساتھ ہے اور طائبہ بھی ہے۔ بلکہ اس مادہ کے جملہ مشتقات محبوب ہیں اگرچہ ادب اور تعظیم کا لحاظ توقیف و تخصیص کا تقاضا کرتا ہے لیکن ممکن ہے کہ اس مقام میں وجود دلالت توسیع و تعمیم کے جواز کی گنجائش رکھتی ہو۔ واللہ اعلم

اس شہر پر ان ناموں کا اطلاق اس واسطے ہے کہ یہ شہر شرک کی نجاستوں سے پاک رہا ہے اور طبائع سلیمہ کے مزاج کے موافق ہے۔ اور اس کی بو ہی خوش نہیں بلکہ اس کے تمام امور خوش ہیں۔ بیان کیا گیا ہے کہ اس شہر کے رہنے والے روضہ شریف اور اس کے در و دیوار سے ایسی خوشبو پاتے ہیں جو کسی خوشبو دار چیز میں نہیں پائی جاتی، ہو سکتا ہے کہ اس خوشبو کا سونگھنا ناک کے ساتھ ہو۔ اور بعض صادق عاشقوں کے ذوق نے بھی اس کو دریافت کیا ہو۔ ابو عبداللہ عطار نے کہا ہے ؎

بطیب رسول اللہ طاب نسیمہا
فالمسک والکافور والصندل الرطب

رسول اللہ کی خوشبو سے مدینہ کی ہوا اور کستوری اور کافور اور صندل خوشبو دار ہیں۔

شبلی جو عطار اور صاحب وجدان سے ایک معتبر شخص ہیں، کہتے ہیں کہ:

"مدینہ شریف کی مٹی میں ایک خاص مہک ہے جو کہ مشک اور عنبر میں نہیں ہے" اور کہا گیا ہے:

یہ بات بہت عجیب ہے درحقیقت اس میں کوئی تعجب نہیں اس لئے کہ جس جگہ کو حبیبِ خدا کے سانس پہنچے ہوں وہاں مشک و عنبر کی کیا حقیقت ہے ؎

دراں زمیں کہ نسیمے وزد ز طرۂ دوست
چہ جائے دم زدن نافہائے تاتاریست

جس زمین پر دوست کی زلف سے بادِ نسیم چل رہی ہو، وہاں تاتاری نافے کی کیا مجال ہے کہ دم مارے، علاوہ ازیں اس پاک سرزمین کی تمام خوشبویات کی خاص خوشبوئیں اور مہکیں ہیں جو کسی جگہ نہیں پائی جاتیں۔ خصوصاً گل سرخ میں جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاص نسبت کے ساتھ مشہور و معروف ہے ؎

ز نسیم جاں فزایت، تن مردہ زندہ گردد
ز کدام باغی اے گل کہ چنیں خوش بوئیت

تری جاں فزا خوشبو سے مردہ جسم زندہ ہو جاتا ہے، اے پھول تو کس باغ سے ہے جس کی ایسی خوشبو ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے:

ان اللہ اَمَرَنِی اَنْ اُسَمِّیَ المدینۃ طابۃ

بیشک اللہ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں مدینہ کا نام طابہ رکھوں۔

نعت شریف

مرسلہ: ماسٹر اللہ رکھا صاحب۔ راولپنڈی

گردش میں ازل سے ہے پیمانہ محمدؐ کا
جاری ہے دو عالم میں میخانہ محمدؐ کا

بہتر ہے دو عالم سے مستانہ محمدؐ کا
کم ظرف نہیں پیتا پیمانہ محمدؐ کا

اک عارف کامل ہے مستانہ محمدؐ کا
ہے کفر کی ظلمت میں بیگانہ محمدؐ کا

دیوانوں کا جمگٹ ہے بازارِ محبت میں
اللہ بھی ہے محشر میں مستانہ محمدؐ کا

طیبہ کا ہے میخانہ اور ساقی جماعت ہیں
پُر ہے مئے وحدت سے پیمانہ محمدؐ کا

ایمان کی رحمت ہے دربارِ نبوت میں
اللہ سے واصل ہے دیوانہ محمدؐ کا

مومن ہے دل و جاں سے صدقے رخِ روشن پر
ہنگامۂ محشر میں پروانہ محمدؐ کا

اللہ کے بندوں کو محشر میں عجب سوجھی
پڑھتے چلے آتے ہیں افسانہ محمدؐ کا

فیاض کو محشر میں کھٹکا نہیں پرسش کا
شیدا ہے جماعت ہے پروانہ محمدؐ کا

وہب بن منبہ سے روایت ہے کہ مدینہ کا نام
ذریت ہیں، طابہ اور طیبہ اور طیّبہ ہے۔

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) کا مذہب یہ ہے کہ جو
شخص اس پاک زمین کو کہے کہ اچھی نہیں اور اس کی ہوا
ناخوش ہے وہ واجب التعزیر ہے، اس کو قید کر دیا جائے
یہاں تک کہ وہ توبہ کرے۔

نبوت کے سعادت نشان ملنے سے پہلے
مدینہ کو بروزن مسجد، یثرب اور اثرب کہتے تھے
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ کے
حکم کے ساتھ اس کا نام طابہ اور طیبہ رکھا۔ کہتے ہیں
کہ یثرب نوح علیہ السلام کی اولاد سے ایک مرد کا نام
ہے۔ جس نے نوح علیہ السلام کی اولاد کے متفرق ہونے
کے بعد اس زمین کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔

علمائے تاریخ کا اس میں اختلاف ہے کہ یثرب
مدینہ کا یا اس کی ایک طرف کا نام ہے جو جبل احد کی
غربی جانب ہے۔ جس میں چشمے اور کھجوروں کے درخت
بہت تھے۔

اکثر علماء نے اس قول کو ترجیح دی ہے اور اثارب
کا جمع کے صیغہ کے ساتھ ہونا اس کا موئید ہے۔

اور ابن زبالہ سے جو امام مالک کے اصحاب
سے اور مدینہ کے مؤرخین کا پیشوا ہے اور دوسرے علماء
سے روایت کی گئی ہے کہ جو شخص ایک مرتبہ یثرب کہے
وہ اس کی تلافی اور تدارک کے لئے دس مرتبہ مدینہ کہے

امام احمد ابو یعلیٰ نے روایت کی ہے کہ جو شخص
مدینہ کو یثرب کہے اس کو استغفار کرنی چاہیئے اس لئے
کہ اس کا نام طابہ ہے۔ اس جیسی اور بھی روایتیں آئی ہیں
کراہیت کی
وجہ یہ ہے کہ یثرب ثرب سے مشتق ہے جس

نقوشِ مبین

از کلیم جماعتی مجددی، ادیب فاضل

سیرت مبارکہ اعلیٰ حضرت امیر ملت محدث علی پوری قدس سرہٗ

قسط ثانی

مختصر حالات عاشقِ مصطفیٰ فیض بخش شاہ وگدا

شیخ المعظم مخدومِ عالم حضرت بابا فقیر محمد صاحب نقشبندی چوراہی قدس سرہٗ العزیز

اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے پیر و مرشد کا نام نامی واسم گرامی حضرت بابا فقیر محمد ہے آپ خواجہ خواجگان حضرت نور محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے اور خلیفہ ہیں۔ آپ کا مسکن چورہ شریف واقع ضلع کیمبلپور ہے۔ آپ نے اپنے والد ماجد سے علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل فرمائی۔ آپ کو کمسنی ہی سے ذکر و فکر و مراقبہ و اتباع سنت سے شغف تھا۔ ماسوی اللہ سے آپ کو قطعی دلچسپی نہ تھی۔ اوائل عمر ہی سے آپ کو اپنے والد صاحب سے رابطہ و صحبت حاصل تھی۔ جس کی وجہ سے تمام طور طریق اور اخلاق و عادات میں کامل طور پر اپنے والد صاحب کے پیرو تھے، آپ کو مساکین سے محبت تھی۔ اس لئے ان کی صحبت و ہمنشینی پسند خاطر تھی۔ آپ فاروقی النسب تھے اور اپنے وقت کے ابدال اور مرجع خلائق تھے۔ آپ کے متعلق بروایت صحیح مشہور ہے کہ آپ نے بروز ولادت اپنی والدہ صاحبہ کا دودھ نوش نہ فرمایا، جب آپ کے جد محترم حضرت فیض اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اس کی خبر ہوئی تو فرمایا کہ ابھی سے اپنا حصہ طلب کرتے ہیں۔ پھر آپ نے اپنا لعاب و زبان مبارک آپ کے دہن مبارک میں رکھی، اس کے بعد آپ نے شیر مادر نوش فرمایا۔

اخلاق و عادات

آپ کا لباس سادہ ہوتا تھا۔ اکثر نیلگوں یا سیاہ کرتا اور سفید شرعی پاجامہ زیب تن فرماتے اور سر پر کلاہ اور خط دار لنگی یا دستار ہوتی تھی۔ نیلگوں لنگی یا چادر اوڑھتے تھے۔ دیسی پٹھانی پاپوش استعمال فرماتے تھے۔ ہاتھ میں ہمیشہ عصا رکھتے تھے۔ طبیعت میں تکلف و تصنع بالکل نہ تھا۔ آپ خود پسندی و فخر و غرور کو پاس آنے نہ دیتے تھے۔ مسکنت و وقار آپ کے بشرے سے ہویدا تھا۔ طبیعت اس قدر جمالی تھی کہ سالہا سال تک آپ کو کسی نے غصہ میں نہ دیکھا۔ اور نہ ہی آپ سے کسی کو نقصان پہنچا۔ اور نہ ہی آپ کسی کی شکایت سن کر بدظن ہوتے، بلکہ جہاں تک ممکن ہوتا آپ شکستہ خاطروں کی دلجوئی فرمایا کرتے۔ امراء کی بہ نسبت مخلص مسکین دوستوں کو پسند فرماتے تھے۔ کسی کا احسان نہ لیتے تھے۔ بلکہ احسان کا بدلہ دینے میں زیادتی سے کام لیتے تھے، آپ کو محفل آرائی اور زینت سے لگاؤ نہ تھا، غرباء پر کبھی بار نہ ڈالتے تھے،

ایک دفعہ جس کی دعوت قبول فرماتے دوبارہ اس کی دعوت مشکل ہی سے منظور فرماتے تھے۔ شہروں میں آپ کے قیام کی مدت تین سے پندرہ دن تک ہوتی تھی۔ سفر میں بالعموم خلفاء اور خدام آپ کے ہمرکاب ہوتے تھے، آپ عوام کی اصلاح حال اور باطنی سدھار کی طرف ہر وقت متوجہ رہتے تھے۔ کسی حال میں حدود سنت و شریعت سے تجاوز نہ کرتے تجمل و رعب کا یہ حال تھا کہ عوام یا خواص کو کبھی آپ کی مجلس میں جرأت لب کشائی نہ ہوتی تھی۔ گو آپ نہایت خوش خلق واقع ہوتے تھے۔ تحمل و بردباری کا یہ حال تھا کہ قصور واروں کی خطا فوراً معاف فرما دیتے اور معذرت قبول فرما لیتے تھے۔ آپ کی مجلس میں اتنی دلکشی اور دلبستگی ہوتی تھی کہ اٹھنے کو کسی کا جی نہیں چاہتا تھا۔ آپ اپنے لئے نہ کسی کو تکلیف دیتے تھے نہ کسی کو مقرب بنا کر اس کو معتوب کرتے تھے۔ بلکہ آپ ہمیشہ ہر ایک سے ایسا سلوک فرماتے جو اس کی حیثیت کے مطابق ہوتا تھا۔ اور جس کو دوست بنا لیتے تھے اس کا ہمیشہ پورا پورا ساتھ دیتے تھے اور دینی و دنیاوی امور میں آپ اس کی مدد فرماتے تھے۔ آپ دعا کو تعویذ پر ترجیح دیتے تھے۔ اور غرضمندوں کو دعا سے فیض یاب کرتے تھے۔ اخفائے حال کا یہ عالم تھا کہ اپنی علالت بھی کسی پر ظاہر ہونے نہ دیتے تھے۔ آپ نہایت کم گو، کم خور اور کم خواب تھے۔ خاص مواقع کے سوا بولتے نہ تھے، اور قوت لایموت پر اکتفا فرماتے تھے۔ غذا میں خمیری روٹی اور کھچڑی پسند تھی، سرخ مرچ سے پرہیز فرماتے تھے۔ میوہ کم استعمال فرماتے تھے۔ کسی خاص چیز کے عادی نہ تھے۔ جو کچھ وقت پر میسر آتا تناول فرماتے تھے، سردیوں میں تین تین ماہ پانی نوش نہ فرماتے، ہمیشہ پاک صاف اشیاء پسند فرماتے تھے، اکثر شب بیدار رہتے

آپ کی نیند بھی مراقبہ ہی ہوتی تھی۔ جب لیٹتے تو سر سے پاؤں تک سیاہ لنگی اوڑھ لیتے تھے۔

حلیہ مبارک

آپ کا قد مبارک دراز اور رنگ گندم گوں سرخ تھا آپ نے چہرہ پر کبھی استرا نہیں لگوایا تھا۔ ریش مبارک گھنی اور دراز تھی۔ آنکھیں نہایت دلکش تھیں، سر مبارک کے بال بصورت زلف و گیسو شانوں تک پہنچتے تھے۔ پیشانی کشادہ تھی۔ آپ بوقت خواب باتباع سنت سرمہ لگاتے تھے۔ انگشت دست نرم و کشادہ تھیں، سینہ فراخ تھا ضعف پیرانہ سالی کے باوجود سمع و بصر میں کوئی فرق نہ آیا تھا۔ بازاروں میں چلتے تو لنگی اوڑھ لیا کرتے تھے اور پیدل بہت تیز چلتے تھے۔ یہاں تک کہ ہمراہی پیچھے رہ جاتے، آپ کا حلقہ ارادت کشمیر اور سرحد کے علاوہ پانچ دریاؤں کے وسیع و عریض علاقوں میں پھیلا ہوا تھا۔ خلفاء کی تعداد کثیر تھی۔ آپ سے متعدد کرامات منسوب ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل کی جاتی ہیں۔

(۱) آپ راولپنڈی میں اکثر مسجد میاں وارث ملیانی مرحوم واقع محلہ ملیار میں فروکش ہوا کرتے تھے۔ ایک دن اتفاق سے مسجد کا دروازہ بند تھا۔ اور چراغ کا گل گر گیا، جس کے سبب مسجد کا فرش جل گیا مگر آپ کی نشست گاہ جلنے سے محفوظ رہی۔

(۲) ایک دفعہ آپ موضع ڈیریانوالہ ضلع سیالکوٹ مسجد پٹھاناں میں فروکش تھے۔ ایک شخص مسمی ولیداد خان نے آکر عرض کی کہ میرے گھر میں چھ لڑکیاں ہیں مگر لڑکا کوئی نہیں، آپ نے تنمر[عہ] سیاہ دم کر کے اس کی بیوی کو کھلانے کے لئے دیا اور دعا فرمائی۔ اس کے بعد اس شخص سے فرمایا کہ خدا تم کو بیٹا عنایت کریگا۔ اس کا نام محمد شریف رکھنا۔

عہ [illegible] سیاہ اشک کو کہتے ہیں۔

چنانچہ اگلے سال جب آپ دوبارہ وہاں تشریف لے گئے تو ولیداد خاں نے بچہ کو پیش کر کے کہا کہ یہ وہی بچہ ہے جس کا نام آپ نے محمد شریف رکھا ہے۔

(۳) ایک دفعہ ایک شخص مسمی صوبیدار حسن دین نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت، میری عمر شباب سے تجاوز کر گئی ہے اب تک میرے گھر اولاد نہیں ہوئی۔ آپ دعا فرمائیں۔ آپ نے ایک تعویذ دیکر ارشاد فرمایا، ہمارا مالک تم کو لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس کا نام عبد اللطیف رکھنا، چنانچہ ایک سال بعد جب آپ وہاں دوبارہ تشریف لے گئے تو اس نے لڑکے کو آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

(۴) مرکز علم وعرفان علی پور سیداں میں اعلیٰ حضرت امیر ملت رضی اللہ عنہ نے ایک کنواں کھدوایا اس میں پانی نہ نکلا لوگ مایوس ہو گئے۔ آپ کبھی وہاں تشریف لے گئے لوگوں نے پانی نہ نکلنے کی شکایت کی' آپ نے فرمایا، اب کنواں کھدو دو۔ پانی اللہ دے گا۔ آپ کے ارشاد کی تعمیل میں کنواں کھدوا گیا۔ اور اس قدر پانی نکلا کہ کبھی خشک نہ ہوا حالانکہ قریب قریب کے کنوئیں خشک ہو گئے۔

(۵) اعلیٰ حضرت فاضل اجل علامہ بے بدل مولانا الحاج حکیم حافظ پیر سید محمد حسین شاہ صاحب قبلہ مدظلہم زینت سجادہ نشین علی پور سیداں شریف بچپن میں زیادہ روتے تھے۔ اہل خانہ نے اس نہال نوخیز کو آپ کی خدمت مبارک میں پیش کر کے عرض حال کیا' آپ نے بنظر غور ملاحظہ فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ یہ اب کبھی نہ روئیں گے۔ اور بہت بڑے آدمی ہوں گے۔

چنانچہ اس کے بعد آپ کی عادت بھی بدل گئی اور بفضلہ تعالیٰ آپ کی عظمت و بزرگی بھی عالم میں آشکارا ہوئی۔

وصال

آپ نے چند روز کی علالت کے بعد بتاریخ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۶۵ھ مطابق ۳۰ جون ۱۹۴۶ء مابین ظہر وعصر سو سال کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

آپ کا سن وصال غفرلہٗ ۱۳۶۵ھ سے برآمد ہوتا ہے۔ آپ کا مزار پُرانوار علی پور میں بمقام چورہ شریف مرجع خلائق ہے (برکات ملا جدہ)

مناقب سیّدنا عثمان ذوالنّورین رضی اللہ عنہ

جناب شاہ انصار الہ آبادی

آفتابِ معرفت ہے نورِ ذوالنّورین کا — دیکھتا ہے مُنہ چراغِ طور ذوالنّورین کا

ایک اک جرعہ پہ، نامِ پنجتن وردِ زباں — واہ کیا ہشیار ہے مخمور ذوالنّورین کا

دل کا آئینہ ہو، یا خلدِ بریں کی سیر ہو — رنگ یکساں ہے، قریب و دور ذوالنّورین کا

اہلِ ایماں کے لئے اہلِ یقیں کیواسطے — موت کا قانون ہے، دستور ذوالنّورین کا

بعد مرنے کے بھی چمکے گا جبیں سے یا غنی — میرے دل پر نقش ہے بھرپور ذوالنّورین کا

جامعِ قرآں نے، قرآں پڑھتے پڑھتے جان دی — شاہدِ قرآن ہے مذکور ذوالنّورین کا

نغمہ سازِ انا الحق! آ کلیجے میں سما! — بھر رہا ہے دم لبِ منصور ذوالنّورین کا

کیوں نہ دو دو نور سے معمور ہو بزمِ جمال
مستند ہے بس حقِ مقدور ذوالنّورین کا

ماہ نومبر گذشتہ کے "انوار الصوفیہ" میں شائع شدہ
مضمون حرمت شراب کی تاریخ کا ضمیمہ

از قلم خان بہادر بخشی مصطفیٰ علی خاں صاحب نقشبندی جماعتی مہاجر مدینہ منورہ

مسجد فضیخ حرم شریف نبوی (علیٰ صاحبہا الف الف التحیاۃ والصلوٰۃ والسلام) کے مشرق میں تخمیناً چار میل دور عوالی مدینہ منورہ میں مسجد قبا سے تخمیناً ایک میل دور جانب شمال واقع ہے۔ اس کے متصل بدوؤں کا موضع اور باغات ہیں۔ موجودہ عمارت تراشیدہ سیاہ پتھروں سے بنی ہوئی ہے جیسا کہ آپ تصویر نمبر ۱ میں دیکھتے ہیں، جو پشت مسجد کی طرف سے اتاری ہے۔ اس کا چھت پانچ قبوں سے بنا ہے اس کی شمالی دیوار میں سات قوس ہیں۔

دوسری تصویر میں آپکو چند قوس اور محراب مسجد نظر آتے ہیں، تیسری تصویر میں مسجد کے صحن کے اطراف کی بلند دیوار ہے۔ آج کل بھی اس میں پنجوقتہ اور جمعہ کی نماز ہوتی ہیں۔ مسجد کا طول و عرض یکساں ہے یعنی مشرق سے مغرب تک گیارہ گز اور شمال سے جنوب تک بھی گیارہ گز ہے۔

ماہ ربیع الاول ۴ھ تک اس مسجد کے مقام کے بالکل قریب یہودی قبیلہ بنو نضیر نامی آباد تھا۔ مسلمانوں کے ساتھ بنو نضیر کا معاہدہ دوستی و امن کا تھا۔ باوجود معاہدہ کے وہ خفیہ مسلمانوں کے خلاف دوسرے قبیلوں سے سازشیں کرنے لگے تو حضور رسول کریم علیہ افضل و اکمل التحیاۃ والصلوٰۃ والتسلیم نے اسلامی لشکر کے ساتھ موضع بنو نضیر کا محاصرہ فرمایا، محاصرے سے تنگ ہو کر انہوں نے چھ دن بعد صلح کی درخواست پیش کی تو سرورِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ منورہ سے جلا وطن ہونے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ خیبر میں جا بسے، خیبر مدینہ منورہ کے شمال میں تخمیناً سوا سو میل دور ہے اور ان دنوں وہ تمام عرب کے یہودیوں کا دار الخلافہ تھا۔ مرحب نامی یہودی وہاں کا سردار تھا۔ بنو نضیر خیبر پہنچ کر مسلمانوں کو مدینہ منورہ سے نکالنے کی تازہ بتازہ سازشیں مرحب کی تائید کیساتھ کرنے لگے۔ جو بعد میں محرم ۷ ہجری میں غزوۂ خیبر کا باعث ہوئیں۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ محاصرۂ بنو نضیر کے وقت حضور سید الانبیاء والمرسلین کا خیمہ جہاں اب مسجد فضیخ ہے بالکل اس کے متصل تھا۔ اور جو مسجد کی اب جگہ ہے وہاں آں امام الانبیاء والمرسلین

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے متواتر چھ دن نمازیں ادا کی ہیں پس یہ جگہ متبرک آثر ہوئی اور وہاں مسجد بنائی گئی۔

عرب میں زمانۂ قدیم سے آج تک یہ رواج جاری ہے کہ وقتاً فوقتاً بعض احباب شہر کی آبادی سے باہر کسی باغ میں یا کسی آثر مقام میں جمع ہو کر تمام دن قیل وقال میں گزارتے ہیں، وہیں پکاتے ہیں، وہیں کھاتے ہیں اور وہیں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ ایسے اشغال کو آج کل کے عربی محاورہ میں قیلہ کہتے ہیں، جس روز حرمتِ شراب کا حکم نازل ہوا، اور حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کے تمام گلی کوچوں میں منادی کرا دی، حضرت ابو ایوب انصاری معہ چند دیگر انصار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہاں حضور تاجدارِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کے محاصرہ کے وقت نمازیں ادا کیں، اس مآثر مقام پر قیلہ میں مشغول تھے اپنے ساتھ سات مشکوں میں فضیخ لائے ہوئے تھے۔ فضیخ کھجور سے نکالی ہوئی خفیف نشہ پیدا کرنے والی شراب کا نام ہے۔ جب حرمتِ شراب کی منادی سُنی، ان اصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے بے دریغ فوراً شراب وہیں زمین پر انڈیل دی۔ اس سبب سے بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ جب وہاں مسجد تعمیر ہوئی تو مسجد فضیخ نام ہوا۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمر سے راوی ہیں کہ ایام محاصرہ بنو نضیر کے وقت کسی نے ایک پیالہ فضیخ کا حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جو آپ نے نوش فرمایا، یہ وجہ تسمیہ مسجد فضیخ کی ہے۔

کچھ مدت کے بعد اس مسجد کا دوسرا نام مسجد الشمس مشہور ہوا۔ وفاء الوفا کے مصنف علامہ سمہودی مہاجر مدینہ منورہ (متوفی سنہ ۱۰۱۱ ہجری) نے اپنے وقت کے تمام آثر مساجد کا بیان لکھا ہے، ان کا اور ملا مجد الدین فیروز آبادی کا قول ہے کہ معلوم نہیں ہوتا کہ کیوں لوگوں نے اس مسجد کا دوسرا نام مسجد الشمس رکھا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز عصر قضا نہ ہونے اور غروب ہو گیا ہوا آفتاب جو معجزۂ نبی کریم علیہ التحیۃ والصلوٰۃ والتسلیم سے افق آسمان پر پلٹ آیا اور نماز ادا ہونے کے بعد پھر غروب ہوا، اس معجزہ مبارک کا مقام خیبر کے نزدیک ہے اور مسجد الشمس اس مقام کی مسجد مبارک کا نام ہے۔ یہ مسجد فضیخ اس معجزہ کی جگہ نہیں ہے اور کہتے ہیں چونکہ مسجد فضیخ اپنے بازو کے موضع کے تمام مکانوں سے بلند ہے اور طلوعِ آفتاب یہاں سب سے پہلے نظر آتا ہے تو شاید اس سبب سے اس کا دوسرا نام مسجد شمس ہوا،

حضرت جابر و حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ فضیخ کے نام سے یہ مسجد قرن اولیٰ سے مشہور ہے۔

یہاں قابلِ ذکر اور ایک مدینہ منورہ کی مسجد الشمس ہے علامہ سمہودی کے زمانہ میں یعنی گیارھویں صدی میں یہ مسجد نہیں تھی کیونکہ "وفاء الوفا" میں اس کا کوئی ذکر ہی نہیں یہ مسجد الشمس منہدم ہو گئی ہے فقط اس کی بنیادیں نظر آتی ہیں مدینہ منورہ کے معلمین بھی اور اکثر جاہل لوگ حاجی صاحبان کو اس غیر آباد اور گری ہوئی مسجد کی زیارت یہ کہہ کر کراتے ہیں کہ یہ معجزۂ شمس کی جگہ بنائی ہوئی مسجد ہے۔

غالباً یہ مسجد گیارھویں صدی کے بعد بنی اور اس چودھویں صدی سے قبل غیر آباد ہو کر منہدم بھی ہو گئی ہے۔ معلمین مدینہ منورہ مسجد فضیخ کا حاجیوں کو نہ پتہ بتاتے ہیں

دربارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

الحاج میاں نور محمد صاحب نورؔ نقشبندی جماعتی

سرکارِ دو عالم کے در پہ وہ نور کا جلوہ ہوتا ہے
فردوس بکف بردوشِ جناں اک طورِ تجلا ہوتا ہے
جب روبرو اپنی آنکھوں کے وہ گنبدِ خضری ہوتا ہے
جنت کی فضائیں پھرتی ہیں فردوس کا جلوہ ہوتا ہے
سوزش سی جگر میں ہوتی ہے اک درد سا پیدا ہوتا ہے
جب تیری محبت کا آقا شیدا پہ تقاضا ہوتا ہے
یہاں جن و بشر کی مجال نہیں یہاں قدسی سجدہ کرتے ہیں
سائے کے لیے ہر وقت جھکا خود عرشِ معلی ہوتا ہے
رحمت کی گھٹائیں آتی ہیں انوار کی بارش ہوتی ہے
دربارِ رسولِ پاک میں جب صلوات کا چرچا ہوتا ہے
ہر آن امنگیں اٹھتی ہیں وہ روزِ سعید ہے عید کا دن
روضہ پہ محمدؐ کے ہر شب اک جلوۂ اسرا ہوتا ہے
سب دیکھنے والے دیکھتے ہیں لیکن ہے نظر اپنی اپنی
روضہ کی ہر اک جالی سے عیاں نورِ یدِ بیضا ہوتا ہے
حاجت ہی نہیں کچھ کہنے کی یہ مقامِ ادب ہے یہ جائے ادب
بندوں کا کھلا سب ہوتی ہے وہ رازِ تمنا ہوتا ہے
اس نورؔ کو دنیا کہتی ہے سودائی ہے واللہ سودائی
رسوائے دو عالم ہو کر ہی آقا ترا سودا ہوتا ہے

نہ اس کا ذکر کرتے ہیں۔ کتب تاریخ مدینہ منورہ سے واقف ہزاروں میں کوئی حاجی ہوتا ہے جو مسجد فضیخ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔

شہر کراچی میں رتن تالاب کے مشرق میں ایک مسجد بنام مسجد اقصٰی ہے، کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسجد اقصٰی ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں معراج مبارک کے ذکر کے ساتھ کیا ہے؟

اصل مسجد الشمس خیبر کے قریب صحرائی میدان میں ہے سب سے قریب آبادی ایک موضع ہے جو اس سے ایک میل دور جانب شرق ہے۔ دو سال ہوئے ہیں خیبر کو مدینہ منورہ سے پختہ سڑک بنائی ہے۔ راقم الحروف نے اس پختہ سڑک تیار ہونے سے قبل مسجد الشمس کی زیارت سے مشرف ہونے کی سعادت حاصل کی ہے۔ بشرطِ حیات اس مسجد کا ذکر خیبر کے دوسرے آثار کے ذکر کے ساتھ آئندہ ناظرین کرام رسالہ انوار الصوفیہ کے پیش ہو گا۔

(مسجد سے متعلقہ تصاویر آخری صفحہ پر ملاحظہ فرمادیں)

تصحیح

فروری کے شمارہ میں سہواً دو غلطیاں چھپ گئی ہیں تصحیح فرمالیں:-

صـ انوار القرآن "صم بکم عمی فھم لا یبصرون" کی بجائے فھم لا یرجعون پڑھیں اور ٹھیک کریں ترجمہ سطر ۳ "پس وہ دیکھتے نہیں" اس کی بجائے "پس وہ لوٹتے نہیں" ہے۔ انوار الحدیث صـ ۳۳ کالم ۲ سطر ۳ میں ہے "وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اس ماہ کے سوا دوسرے ماہ میں ستر فرض ادا کئے" اس کی بجائے یوں درست کریں: وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے اس ماہ کے سوا دوسرے ماہ میں فرض ادا کیا اور جس نے اس ماہ میں کوئی فرض ادا کیا وہ دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرنے کے برابر ہے)

الحمد للہ علیٰ احسانہٖ کہ مولا کریم نے اپنے فضل و کرم سے اپنے اس گنہگار بندے کو مورخہ ۱۲/۲/۶۱ سے ۵/۳/۶۱ تک ملک ہندوستان کی سیر و تفریح اور بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری کو توفیق بخشی۔

مولا کریم کی درگاہ میں دست بدعا ہوں کہ مولا کریم یہ حاضری قبول فرماوے۔ آمین ثم آمین

راقم الحروف کے ساتھ قصور سے مکرمی حافظ جناب سراجدین صاحب نقشبندی، مولوی فتح محمد صاحب، مولوی غلام محی الدین صاحب اور شیخ محمد سلیم صاحب بھی دہلی تشریف لے گئے تھے۔ اس عرصہ میں ہم سب کو حضرت خواجہ خواجگان خواجہ باقی باللہ فنافی اللہ علیہ الرحمۃ کے سالانہ عرس شریف اور حضرت خواجہ محبوب الٰہی خواجہ خواجگان خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ الرحمۃ کے مزارات پر حاضری نصیب ہوئی۔ راقم الحروف کے سوا باقی ہم اصحاب تو صرف ۲ دن دہلی میں قیام کے بعد واپس پاکستان تشریف لے آئے تھے۔ مگر راقم الحروف کو مکرمی محترمی حاجی امام الدین صاحب جماعتی خلیفہ مجاز حضرت قبلہ و کعبہ پیر سید نور حسین شاہ صاحب علی پوری مدظلہ العالی اور ان کے دونوں صاحبزادگان حافظ حاجی زین العابدین اور صلاح الدین صاحبان جماعتی کے پرخلوص جذبۂ محبت نے مزید قیام پر مجبور کر دیا۔ مذکورہ بالا بزرگانِ دین کے مزارات پر حاضری کے علاوہ متعدد مزارات کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا۔ دوران قیام دہلی جن بزرگوں اور دوستوں نے میرے ساتھ خلوص اور محبت کا اظہار فرمایا احقران سب کا بالخصوص

مندرجہ ذیل پتہ پر اپنا

چندہ جمع کرائیں

مولانا حاجی صوفی محمد طاہر صاحب
محلہ تمباکو والا۔ مراد آباد

مولانا موصوف کی طرف سے دفتر میں اطلاع موصول ہوتے ہی یا ڈاک کی رسید پہنچتے ہی رسالہ جاری کر دیا جائیگا۔ (ایڈیٹر)

ضروری باتیں

- جنوری اور فروری کے شمارے دفتر سے ختم ہو چکے ہیں لہٰذا آئندہ ہر خریدار کی میعاد وصولی اس ماہ سے شروع ہو گی جس ماہ میں اس نے چندہ ادا کیا ہے
- **اپریل میں رسالہ شائع نہیں ہوگا**
  مئی میں جو "امیر ملت نمبر" عام رسالہ سے دو گنی ضخامت پر شائع ہو گا، اور دو مہینوں کی اشاعتوں کا مجموعہ ہو گا۔
- رسالہ کے تعمیری و ارتقائی تصورات سے متعلق اپنے زریں اور مفید مشوروں سے ادارہ کو مطلع فرماتے رہا کریں۔ آپکی عین نوازش ہو گی۔
- انجمن خدام الصوفیہ اور مکتبہ انوار الصوفیہ کی تمام دینی کتب عرس شریف کے موقع پر علی پور شریف سے مل سکیں گی۔

مسائل فقہیہ

لیلۃ القدر، اعتکاف

یوم عید الفطر، نماز عید الفطر

مولانا محمد عبدالعزیز صاحب نقشبندی مرتضائی کوٹ غلام محمد خان قصور

لیلۃ القدر

حدیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا رمضان کے مہینہ میں لیلۃ القدر ہے، یعنی شان والی رات اور شان اس کی یہ ہے کہ اس رات میں اللہ تعالیٰ نے سارا قرآن پاک لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا پر نازل فرمایا اور بیت العزت میں رکھا، اس رات کی عبادت اور نیکی ہزار مہینوں کی راتوں سے جن میں یہ نہ ہو افضل ہے، لیلۃ القدر خیر من الف شھر، یہ رات بڑی پُر رحمت اور بابرکت ہے اللہ تعالیٰ کے رحمت کے ملائکہ اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اس رات زمین پر نزول فرماتے ہیں۔ بعض علماء نے قدر کے معنی تقدیر کے کئے ہیں اور کہا ہے کہ اس رات کا نام لیلۃ القدر اس لئے رکھا کہ اس رات وہ سب امور تکوینی جن کا آئندہ سال کی اسی رات تک عالم دنیا میں ظہور ہونا علم ازلی میں مقدر اور مقرر ہو چکا ہے۔ ان کی تقدیر کارکنانِ قضا وقدر اور ملائکہ پر منکشف کی جاتی ہے۔ رمضان کی ساری راتوں سے یقیناً یہ رات افضل ہے گویا کہ یہ رات سارے رمضان کا خلاصہ اور نچوڑ ہے، اس رات کو زندہ رکھنا اور گناہوں سے توبہ اور استغفار کرنی لازم ہے جمہور علماء اور اہلِ اسلام کے نزدیک اگرچہ مشہور یہی ہے کہ وہ رات رمضان کی ستائیسویں رات ہے لیکن اصل بات یہ ہے، کہ شارع علیہ السلام کی طرف سے اس کی تعیین و تخصیص ثابت نہیں۔ اس کی تعین میں بہت اختلاف ہے۔

قد اختلف العلماء فی وقتها فقال بعضهم انها كانت على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم رفعت لقوله صلى الله عليه وسلم حين تلاحى الرجلان انى خرجت لاخبركم بليلة القدر فتلاحى فلان فلان فرفعت وعسى ان يكون خيراً لكم (خازن)

ترجمہ: علماء نے اس کی تعیین میں اختلاف کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھی پھر اٹھالی گئی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے۔ فرمایا کہ میں نکلا تھا کہ تمہیں لیلۃ القدر بتاؤں مگر فلاں اور فلاں لڑ رہے تھے پس وہ اٹھالی گئی اور ہو سکتا ہے کہ اس میں تمہارے واسطے بہتری ہو"

لیکن یہ بات غلط ہے، اس لئے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث کے آخر میں حکم کیا ہے کہ تم اس کو آخیر عشرہ کی نانویں۔ ساتویں۔ پانچویں رات میں تلاش کرو۔ اگر اٹھالی گئی ہوتی تو آپ تلاش کرنے حکم نہ فرماتے۔ اکثر صحابہ اور علماء کا مذہب یہ ہے کہ وہ قیامت تک کے دن تک باقی رہے۔

عبداللہ بن قیس معاویہ کے غلام سے روایت ہے

کہ میں نے ابوہریرہ کو کہا کہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ لیلۃ القدر اٹھالی گئی ہے، کیا یہ سچ ہے؟ انہوں نے فرمایا، کذب من قال ذالك، جس نے یہ کہا اس نے جھوٹ کہا،" میں نے کہا کیا وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ انہوں نے کہا ہاں، کبھی کسی رات میں ہوتی ہے اور کبھی کسی رات میں، ہر سال وہ ایک رات سے کسی دوسری رات میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اس رات کو وہی پاتا ہے جو سال کی تمام راتوں کو جاگتا ہے۔ امام مالک اور ثوری اور احمد اور اسحاق نے کہا، وہ صرف رمضان کے عشرہ آخر میں منتقل ہوتی رہتی ہے۔ اور بعض نے کہا وہ سارے رمضان میں منتقل ہوتی رہتی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ ایک معین رات ہوتی ہے۔ اس سے دوسری رات میں منتقل نہیں ہوتی۔ بعض نے کہا اخیر عشرہ کی طاق راتوں میں وہ ہوتی ہے۔ ان میں اس کو تلاش کرنا چاہیے

اعتکاف

رمضان کے آخیر عشرہ میں جماعت والی مسجد میں نیت کے ساتھ بیسویں روزے کے سورج غروب ہونے سے پہلے انتیسویں رمضان کے چاند ہونے یا پھر تیسویں رمضان کے سورج غروب ہونے تک بیٹھنا سنت موکدہ کفایہ ہے۔ اگر شہر سے کوئی ایک آدمی بیٹھ جائے تو یہ سنت سب کی طرف سے پوری ہو گئی، اور اگر کوئی بھی نہیں بیٹھا تو سب گنہگار ہوئے اگر عورت اعتکاف کرنا چاہے تو وہ اپنے گھر جہاں پنجگانہ نماز ادا کرتی ہے۔ وہاں اعتکاف کرے، اعتکاف والے کے واسطے سوائے حاجت شرعیہ مثل جمعہ کے اور حاجت طبعیہ مثل بول یا خانہ کے مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں اگر وہ بمقدار ایک ساعت کے بغیر عذر کے نکلا تو اعتکاف جاتا رہا۔ اعتکاف والے کا کھانا، پینا، سونا وہیں ہوگا جہاں اس نے اعتکاف کا اہتمام کیا ہے اگر اس کو اپنی ذات یا گھر کے واسطے کسی چیز کے بیچنے یا خریدنے کی ضرورت محسوس ہوتی تو چیز کو وہاں لائے بغیر بیچنا یا خریدنا جائز ہے بالکل چپ رہنا مکروہ ہے۔ مروت کے مطابق اور نیک کلام کرنے کی اجازت ہے۔ اعتکاف کے دوران میں رات کو بیوی سے جماع کرنا اور بوسہ لینا اور چھونا حرام ہے اگر عورت سے وطی کی تو اعتکاف باطل ہو گیا۔

یوم عید الفطر

عید الفطر کے روز نہانا اور نیا لباس پہننا اور آنکھوں میں سرمہ لگانا، بالوں میں تیل ڈالنا، خوشبو لگانا سنت ہے۔ عید الفطر کے روز صبح سویرے کوئی شیریں چیز کھانی سنت ہے، اس یوم سعید میں بزرگوں کی، استاد کی، ماں باپ کی زیارت کریں، اموات کے واسطے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کریں، احباب اور دوستوں سے خندہ پیشانی سے ملیں اگر آپ غنی ہیں تو صدقہ فطر اپنا اور اپنی چھوٹی اولاد کا اور جن کا خرچ اپنے ذمہ لے رکھا ہے ان کا عید الفطر پڑھنے سے پہلے ادا کریں اس کا اندازہ گیہوں سے دو سیر تین چھٹانک اور جو سے چار سیر چھ چھٹانک ہے۔ خواہ اس اندازہ سے یہ اناج دیدیں یا بازار کے بھاؤ قیمت لگا کر قیمت دیدیں، صدقہ فطر کا مصرف بھی وہی لوگ ہیں جو زکوٰۃ کا مصرف ہیں۔

عید الفطر کی نماز

عید الفطر کی نماز دو رکعتیں ہیں اس کا وقت سورج کے ایک نیزہ بھر بلند ہونے سے لے کر سورج کے زوال تک ہے یہ نماز ان لوگوں پر فرض ہے جن پر جمعہ فرض ہے جن پر جمعہ فرض نہیں ان پر یہ بھی فرض نہیں خطبہ کے سوا جو امور جمعہ کے واسطے شرط ہیں وہی امور اس کے واسطے شرط ہیں خطبہ اس کے واسطے شرط نہیں، سنت ہے، جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے۔ عید کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہکر کانوں تک نیت کیساتھ ہاتھ اٹھائیں اور پھر حسب قاعدہ معروفہ ناف کے نیچے باندھیں اور ثناء پڑھکر تین تکبیریں کہیں ایک تکبیر سے دوسری تک بقدر تین دفعہ تسبیح کہنے کے وقف کریں پہلی دو تکبیروں میں ہاتھ

آستانہ عالیہ جماعتیہ علی پور شریف کی اخبار

اعلیٰ حضرت سراج الملت مولانا الحاج پیر سید حافظ محمد حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی چک نمبر ۲۷۹ خورد ضلع لائلپور میں تشریف فرما ہیں، آپ کی صحت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ نماز تراویح میں قرآن شریف کا سماع جناب مولانا الحاج حافظ نور احمد صاحب خلیفہ مجاز قصوری سے فرما رہے ہیں، آپ نے ماہِ رمضان کا پہلا روزہ ۱۷۔ فروری بروز جمعہ کو رکھا ہے۔ عالیجناب مولانا الحاج صاحبزادہ علامہ حافظ پیر اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی علی پور شریف رونق افروز ہیں۔ علی پور شریف جامع مسجد نور میں جناب صاحبزادہ حافظ قاری پیر سید افضل حسین شاہ صاحب قرآن مجید سنا رہے ہیں، عالی جناب مولانا الحاج معین الملت، پیر سید جناب حیدر حسین شاہ صاحب، عالیجناب مولانا الحاج پیر سید انور حسین شاہ صاحب، عالیجناب پیر سید نذر حسین شاہ صاحب، عالی جناب مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب، عالیجناب مولانا الحاج پیر سید اولاد حسین شاہ صاحب، عالیجناب مولانا الحاج پیر سید احمد حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی و دیگر صاحبزادگان علی پور شریف رونق افروز ہیں، علی پور شریف بھی ۱۷۔ فروری بروز جمعہ کو روزہ رکھا گیا۔ مدرسہ نقشبندیہ رمضان شریف کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہے۔ ۱۵ شوال المکرم کو داخلہ جاری ہوگا۔ طلبہ کو چاہیے کہ ۱۵ شوال سے پہلے پہلے جناب مہتمم صاحب سے اپنا داخلہ کے متعلق خط و کتابت کریں۔ ۴ شوال المکرم مطابق ۲۲۔ مارچ، بروز منگل اعلیٰ حضرت، سراج الملت مولانا الحاج پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی سجادہ نشین علی پور شریف، حضرت مولانا محمد حسین صاحب خلیفہ مجاز قصوری کے سالانہ عرس شریف پر قصور تشریف لیجائیں گے۔ آستانہ عالیہ میں بفضلہ تعالیٰ خیر و عافیت ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس دودمان والاشان اور اس مرکز علم و عرفان کو تا ابد قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

عرس مبارک

قصور اندرون دروازہ پیراں والا میں عالیجناب منبع فیض و کرامت الحاج مولانا حافظ نور احمد صاحب مدظلہم العالی کے زیر اہتمام ۴ شوال مطابق ۲۲۔ مارچ بروز بدھ، زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین الحاج حضرت مولانا محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا عرس شریف، زیر صدارت زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، سراج الملت والدین حجۃ الکاملین الحاج، حضرت مولانا حافظ قاری پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف منعقد ہو رہا ہے۔ جملہ یاران طریقت کی خدمت میں التماس ہے کہ تاریخ مذکورہ پر عرس شریف کی مبارک محفل اور روحانی پروگرام میں شمولیت کر کے سعادت دارین حاصل کریں۔ پروگرام حسب دستور سابق مندرجہ ذیل ہوگا۔ ۴۔ شوال بروز بدھ، مطابق ۲۲۔ مارچ بعد از نماز صبح تا ۱۲ بجے تلاوت قرآن پاک اور محفل میلاد النبی نعت خوانی ہوگی۔ ۱۲ بجے کے بعد جملہ مہمانوں اور حاضرین جلسہ کو کھانا کھلایا جائیگا۔ شب کو نماز مغرب کے بعد تا ۱۲ بجے عالیجناب حضرت مولانا سراج الملت مدظلہ العالی کی صدارت میں تبلیغی جلسہ ہوگا جس میں علماء کرام صوفیائے کرام کے حالات و کرامات بیان فرمائیں گے۔ نعت خوانی اور ختم شریف کے بعد دعا خیر مانگیں گے۔